بابری مسجد معاملہ میں فیصلہ آنے کے بعد حکومت وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے
لکھے گئے ایک سراوی مضمون "عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ماضی کا تجربہ، حال کا تجزیہ اور مستقبل کی تشکیل"
کا تجزیہ تجربات وحقائق کی روشنی میں



ووٹوں کی سیاست
اور سرکاری تصوف

محمد راحت خان قادری
(دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ، بریلی شریف)

اَلمَکتبُ النُّور

بابری مسجد معاملہ میں فیصلہ آنے کے بعد حکومت وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے لکھے گیے ایک سراوی مضمون ''عدالت عظمیٰ کا فیصلہ ماضی کا تجربہ، حال کا تجزیہ اور مستقبل کی تشکیل'' کا تجزیہ تجربات وحقائق کی روشنی میں

ووٹوں کی سیاست اور سرکاری تصوف

محمد راحت خاں قادری
دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

المکتب النور

سلسلۂ اشاعت: ۱۸

نام کتاب.......... ووٹوں کی سیاست اور سرکاری تصوف

تصنیف.......... مفتی محمد راحت خان قادری

پروف ریڈنگ....... مفتی محمد انور علی مصباحی

مفتی محمد عظیم الشان مرکزی

صفحات.......... 78

اشاعت.......... ۱۴۴۷ھ/ ۲۰۲۵ء

ناشر.......... المکتب النور

PUBLISHER:

ALMAKTABUN-NOOR

Shikarpur Chudhari Near Izzatnagar
Bareilly Shareef (U.P.) India Pin:243122
Mob: +919412684116
E-mail: faizanetajushshariya@gmail.com
Website: www.faizanetajushshariya.com

تفصیلات

مضامین	صفحات
عرض ناشر	06
خطبۃ الکتاب	09
آر ایس ایس اور بی جے پی کے عزائم	״
ہندو انتہا پسندوں کے اقدامات	10
احتجاج اور خانقاہِ سراواں کا کردار	11
ٹرپل طلاق بل کے خلاف احتجاج	״
کشمیر اور بابری مسجد کے واقعات	13
بابری مسجد معاملہ میں سپریم کورٹ کا فیصلہ	״
بابری مسجد فیصلہ پر ردِّعمل	14
بابری مسجد کی سودے بازی اور ڈیجیٹل صوفی	16
سیر سید کے گندے نظریات	21
سراویوں کے نزدیک سرسید مسلمانوں کا معمار ہے	22
سرسید کو انگریزوں کا غلام کہنا کیسا؟	23
سرسید کی تعلیم وثقافت	24
سرسید کی شرارتی حکایات	25
خانقاہ سراواں پر سرسید کی تعلیم وثقافت کا غلبہ	29

شیخ سراواں پر سرسید کے اثرات	؍؍
ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر کا انکشاف	31
کیا سرسید قوم مسلم کا معمار ہے؟	33
قوم مسلم کا معمار کون؟	35
خانقاہ سراواں کا بی جے پی سے دوستی کرنے کا مشورہ	38
انگریزوں سے قربت بنا کر وظیفہ لینے والوں کا مذہبی انجام	39
انگریزی وظائف لینے والے مولویوں کا مذہبی انجام	42
بی جے پی سے قربت کرنے والوں کا مذہبی انجام	43
بی جے پی کا مسلمانوں کے خلاف رجحان	49
بی جے پی سے قربت کے نقصانات	51
سیاسی میدان میں مسلمان کیا کریں؟	53
ڈیجیٹل صوفی مسلمانوں کی جرأت وحوصلہ کے دشمن	55
انابت الی اللہ	61
ہندوستانی سیاست اور مسلمان	65
ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی کمزوری کے اسباب	66
ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی ترقی کی تجویزات	69
ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی حیثیت	73
سراواں کے ڈیجیٹل (نام نہاد) صوفی	76

عرض ناشر

ہمارے ملک میں جیسے ہی الیکشن کا وقت قریب آتا ہے مسلمانوں میں ایک الگ ہی قسم کا ماحول ہوجاتا ہے۔ متعدد سیاسی جماعتیں مسلمانوں کا استعمال مختلف طریقے سے اپنے سیاسی عروج وارتقا کے لیے کرتی ہیں۔ کوئی مسلمانوں سے کھلی نفرت کا اظہار کرکے، ان کو اذیت وتکلیف اور نقصان پہنچا کر اقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو کوئی ان سے محبت و ہمدردی ظاہر کرکے کرسی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور دونوں ہی قسم کے لوگوں کو مسلمانوں سے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔

مسلمانوں کا بھی حال ایسا ہی ہے کہ وہ سیاست میں مسلمانوں کو آگے بڑھانے کے لیے کبھی استعمال نہیں ہوتے ہیں بلکہ ان کا استعمال ہمیشہ خود ان کی ہی قوم کے خلاف ہوتا ہے۔ جو لوگ سیاست واقتدار چھوٹی موٹی کامیابی حاصل بھی کر لیتے ہیں تو وہ اپنی قوم کے لیے تو کچھ سوچتے ہی نہیں ہیں بلکہ ساتھ میں اپنی سیاست کی بقا کے لیے اپنے دین و مذہب کو بھی بھلا بیٹھتے ہیں۔

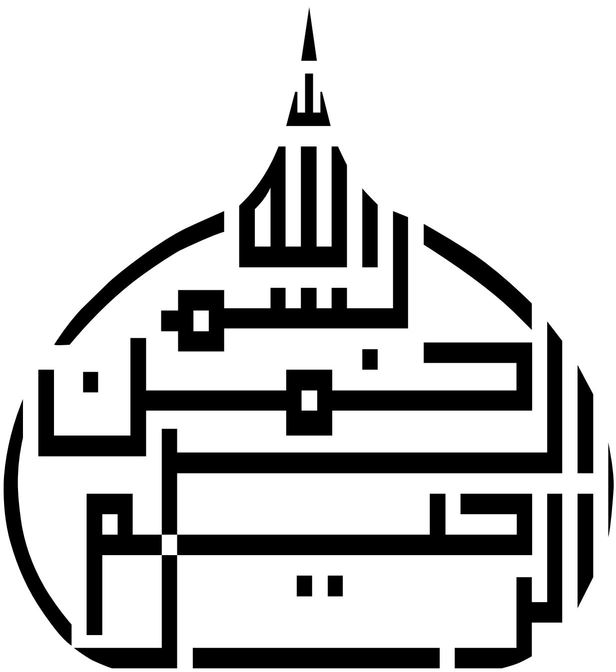
ایسے ماحول میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہندوستان میں مسلم کمیونٹی کو اپنے دینی تشخص اور سیاسی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک نئی حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے؟ یا پھر مسلمان دوسروں کی چوکھٹ پر یہی

امید لگائے بیٹھے رہیں کہ فلاں میرے حق کی آواز اٹھائے گا، فلاں مجھے ظلم وجبر کی اس چکی میں پسنے سے بچائے گا؟

ایسے وقت میں جب ہندوستان کی سیاسی فضا تیزی سے بدل رہی ہے، مسلم کمیونٹی کے لیے اپنے حقوق، تشخص، اور مستقبل کی حفاظت ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔ مذکورہ سوالات اور موجودہ چیلنجز کو اجاگر کرنے میں یہ مضمون مفید ثابت ہوسکتا ہے اور بہتر مستقبل کی تشکیل کے لیے معتدل وموزون راہ بھی مل سکتی ہے۔ ۲۰۱۹ء میں ایک سراوی نے ایک مضمون سوشل میڈیا پر عام کیا تھا جس میں بی جے پی سے ڈرا کر مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے کی دلیلیں دی گئی تھیں۔ اس مضمون کی تردید اسی وقت سوشل میڈیا پر حضرت مولانا مفتی محمد راحت خان قادری اطال اللہ عمرہ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف نے قسط وار فرمائی تھی۔

یہ مضمون چوں کہ آج کے سیاسی حالات میں بھی مسلمانوں کے لیے مفید وکارآمد ہے اس لیے حضرت کی اجازت سے اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کو مسلمانوں کے لیے مفید بنائے اور مسلمانوں کے اندر سیاسی شعور عطا فرمائے۔

محمد عظیم الشان نوری
مینیجر: المکتب النور، بریلی شریف


بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، وَلَهُ الْمُلْك وَالْقُدْرَةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي أُرْسِلَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، وَوُضِعَتْ فِي يَدَيْهِ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِ الْحِكْمَةِ وَالدِّينِ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، مَنَارِ الْهِدَايَةِ وَالْيَقِينِ، الَّذِينَ كَانُوا أَشِدَّاءَ عَلَى الْكُفَّارِ، رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ، يَسْعَوْنَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِالصَّبْرِ وَالْجِهَادِ۔

إِنَّ الْحَقَّ نُورٌ يُضِيءُ دَيَاجِيَ الظَّلَامِ، وَمِشْكَاةٌ تَهْدِي السَّالِكِينَ إِلَى سَبِيلِ السَّلَامِ۔ وَالصَّبْرُ مِفْتَاحُ النَّصْرِ، يَفْتَحُ أَبْوَابَ الْعِزَّةِ، وَيُعْلِي شَأْنَ الْأُمَّةِ فِي مَوَاطِنِ الْقُوَّةِ۔ وَالصِّدْقُ سِرَاجٌ مُنِيرٌ، يُنِيرُ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ فَمَنْ تَمَسَّكَ بِالْحَقِّ وَالصَّبْرِ وَالصِّدْقِ، فَقَدْ أَمْسَكَ بِعُرْوَةٍ وُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاللهُ مَعَ الصَّادِقِينَ۔ أَمَّا بعد...

آر ایس ایس اور بی جے پی کے عزائم

ہندوستان میں آر ایس ایس کی مسلمانوں سے دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کا ایک اہم مقصد ہندوستان کو مسلمانوں، ان کے افکار و

نظریات، اور رسم و رواج سے خالی کر کے ہندو راشٹریہ قائم کرنا ہے۔ جب سے برسرِ اقتدار پارٹی (بی جے پی) کی حکومت بنی ہے، تب سے ان شدت پسندوں کے عزائم اور زیادہ مضبوط ہو گئے ہیں۔ انہوں نے شیعہ اور کچھ ملت فروشوں نام نہاد مسلمانوں کو اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے، جو بنامِ مسلمان وقتاً فوقتاً حکومت کا ساتھ دیتے ہیں۔ بین الاقوامی یا ملکی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو نام نہاد مسلمان زہر افشانی کرتے ہیں، وہ آر ایس ایس کے زرخرید ہوتے ہیں۔

ہندو انتہا پسندوں کے اقدامات

گزرے ہوئے دنوں میں ہندو انتہا پسندوں نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو ذہنی و دماغی تکلیف دینا شروع کیا۔ معاذ اللہ! خاتم النبیین، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں توہین کی گئی۔ اس کے علاوہ، ہندوستان کے مختلف حصوں میں بہت سے مسلمانوں کو ہندو انتہا پسندوں کی بھیڑ نے کوئی نہ کوئی بہانہ، جیسے چوری کا الزام، گائے کے گوشت کا شک، یا گائے کی تجارت، بنا کر صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے ظالمانہ و جارحانہ سلوک کر کے مارا، پیٹا اور طرح طرح کی اذیتیں دے کر قتل کیا۔

احتجاج اور خانقاہِ سراواں کا کردار

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سن کر سنی مسلمان کا پریشان و مضطرب ہونا ایک فطری عمل ہے۔ اس کے ردِعمل میں پورے ہندوستان میں مدارس، مساجد، خانقاہوں، تنظیموں، علما وعوام کی طرف سے احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ حکومتِ وقت سے تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سخت قانون بنانے اور خبیث فطرت رکھنے والوں کے لیے سخت سے سخت سزا کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن ابومیاں کی خانقاہِ سید سراواں سے اس کے متعلق نہ کوئی احتجاج ہوا، نہ وہاں کے کسی ذمہ دار یا ملازم کی طرف سے اخباری بیان آیا۔ نہ کوئی ویڈیو جاری کی گئی، اور نہ ہی اس کے خلاف وہاں سے کسی نے کچھ لکھنے کی زحمت گوارہ کی۔ بلکہ وہاں سے وقتاً فوقتاً وہابی، دیوبندی گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفاع میں آوازیں اُٹھتی رہتی ہیں، جس کا بیان ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔

ٹرپل طلاق بل کے خلاف احتجاج

ٹرپل طلاق بل کے متعلق پورے ہندوستان کے مدارس، مساجد، اور خانقاہوں کے ذمہ داران، علما ومشائخ، ائمہ وطلبہ، اور دیگر مسلمانوں نے اپنی سطح پر احتجاج کیا۔ اس بل کی مخالفت میں سوشل میڈیا پر آواز بلند کی

گئی، رسائل و جرائد اور اخبارات میں مضامین لکھے گئے، اردو اور ہندی زبان میں کتابیں شائع کی گئیں، اور سیکڑوں تقریری پروگرام منعقد ہوئے۔ پورے ملک میں ٹرپل طلاق بل کے خلاف دستخط مہم چلائی گئی۔ حکومت نے ۲۰۱۹ء میں، مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف جاتے ہوئے اور کسی معتبر عالم یا مفتی سے مشورہ کیے بغیر، اپنی اکثریت کے سہارے پارلیمنٹ سے اس بل کو جبراً پاس کر دیا گیا۔

اس معاملے میں بھی خانقاہِ عارفیہ کے جملہ ماڈرن صوفیوں کا رویہ آر ایس ایس اور حکومتی پالیسی کے موافق اور مسلمانوں کے خلاف رہا۔ اس بل کے پاس ہونے سے پہلے ہی ماحول بنانے کے لیے ابو میاں کے معتمد، خانقاہِ عارفیہ کے ترجمان ذیشان مصباحی نے ٹرپل طلاق کے متعلق ایک تفصیلی مضمون لکھا۔ قانون پاس ہونے کے بعد انہوں نے ایک ویڈیو کلپ بنائی، جس میں اپنے وہابیت زدہ اور غیر مقلدانہ نظریے کا اظہار کیا کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق کو ایک ہی مان لیا جائے۔

جب ابو میاں ہی تقلید بیزار ہیں تو ان کے چیلے تقلید سے محبت کیسے کر سکتے ہیں؟ بلکہ وہ تو ان سے چار ہاتھ آگے ہی نکلنے کی سوچیں گے۔

پھرے ہے شیخ مجلس ہی میں رقصاں
ادھر آ نکلے تو ہم بھی نچاویں

کشمیر اور بابری مسجد کے واقعات

کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ کا خاتمہ کرنے کے بعد وہاں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ موبائل، فون، انٹرنیٹ جیسی تمام خدمات کو یکسر معطل کر کے وہاں کے لوگوں کو خوف ناک مشکلات میں مقید کر دیا گیا۔ اسی طرح، سپریم کورٹ سے بابری مسجد کے معاملے میں فیصلہ آیا کہ بابری مسجد کی جگہ پر رام مندر بنایا جائے۔

بابری مسجد معاملہ میں سپریم کورٹ کا فیصلہ

سب سے پہلے سپریم کورٹ کے فیصلہ کے اہم نکات بھی پیش کر دیئے جائیں تاکہ تمام معاملات کو سمجھنا آسان رہے:

☆ جہاں بابری مسجد کے گنبد تھے وہ جگہ ہندوؤں کو دی گئی ہے۔

☆ سپریم کورٹ نے تسلیم کیا کہ بابری مسجد کو شہید کرنا یہ غیر قانونی عمل تھا۔

☆ یہ ثابت نہیں ہوا کہ بابری مسجد کسی مندر کو توڑ کر بنائی گئی تھی۔

☆ سپریم کورٹ نے کہا کہ سنّی وقف بورڈ کو مسجد کی تعمیر کے لیے پانچ ایکڑ زمین نمایاں جگہ پر دی جائے۔

☆ متنازع زمین پر ہندوؤں کا دعویٰ جائز ہے۔ سپریم کورٹ نے

مرکزی حکومت سے تین مہینوں میں ایودھیا کے بارے میں ایکشن پلان تیار کرنے کو کہا ہے۔

☆سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ایک مدعی "نرموہی اکھاڑا" کو ٹرسٹ میں شامل کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ مرکزی حکومت کرے گی۔

☆نرموہی اکھاڑے کے دعوے کو مسترد کر دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ عقیدے کی بنیاد پر مالکانہ حق نہیں دیے جاسکتے۔

☆بابری مسجد کے نیچے ایک ایسا ڈھانچہ ملا ہے جو اپنی ساخت میں اسلامی نہیں ہے۔(لیکن وہ ڈھانچہ ہندوؤں کے بت کدہ کے مماثل بھی ہے یا نہیں اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی۔)

☆ایودھیا سے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے چیف جسٹس ''رنجن گوگوئی'' نے کہا کہ آثار قدیمہ کے شواہد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

☆فیصلہ سناتے ہوئے سب سے پہلے چیف جسٹس نے متنازع زمین پر شیعہ وقف بورڈ کے دعوے کو مسترد کر دیا۔ یاد رہے کہ مسلمانوں کی جانب سے سنّی وقف بورڈ کے ساتھ شیعہ وقف بورڈ نے بھی اپنا دعوی پیش کیا تھا۔

بابری مسجد فیصلہ پر ردِّ عمل

سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوستان

میں بسنے والے دیگر مذاہب کے سیکولر دانش وران نے بھی سوالات کھڑے کیے اور اس فیصلے کو انصاف اور حق کے خلاف قرار دیا۔سپریم کورٹ کے ہی سابق جسٹس اشوک گانگولی نے کہا:

”آئین کے طالب علم کی حیثیت سے
میرے لیے اس فیصلے کو قبول کرنا مشکل ہے“۔

مشہور نیوز ایجنسی ”دی وائر“ کے اسٹاف کی طرف سے اس فیصلہ کا خصوصی تجزیہ کیا گیا جس کا عنوان تھا:

”بابری مسجد، رام جنم بھومی تنازعے پر
سپریم کورٹ کا فیصلہ تضادات سے پر ہے“۔

مشہور صحافی سدھارتھ وردھراجن نے کہا:

”ایودھیا معاملے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ
مذہبی اقلیتوں اور مسلمانوں کے لیے خطرے کی
گھنٹی ہے“۔

سپریم کورٹ ہی کے سابق اور مشہور و معروف جج جسٹس مارکنڈے کاٹجو ، ہندوستانی نیوز ایجنسی کے سینئر صحافی مسٹر کرشن پرتاپ سنگھ اور ایم کے وینو وغیرہ کے علاوہ مختلف صحافیوں، قانون دانوں اور عوامی شخصیتوں نے بھی اس جانب دارانہ فیصلہ پر مختلف قسم کے سوالات کھڑے کیے۔

بابری مسجد کی سودے بازی اور ڈجیٹل صوفی

ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی اس فیصلے سے عدم اطمینان کا اظہار اپنے طور پر کیا۔ ہندوستان کی کئی مشہور سنی خانقاہوں، اداروں، اور شخصیات کی طرف سے اس کے متعلق تشویشات کا اظہار متعدد طریقے سے کیا گیا۔ جماعت رضائے مصطفی، بریلی شریف، تحریک فروغ اسلام دہلی، رضا اکیڈمی ممبئی، اور مسلم پرسنل لاء بورڈ، وغیرہ نے اس معاملے میں ریویو پیٹیشن فائل کرنے کا اعلان کیا، جو اس فیصلے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی کوشش تھی۔

ایسے حالات میں، خانقاہِ سید سراواں سے در پردہ حکومت کی حمایت والی پالیسی کو اختیار کرتے ہوئے، سراواں کے ذمہ دار ذیشان مصباحی کی طرف سے **”عدالت عظمٰی کا فیصلہ ماضی کا تجربہ، حال کا تجزیہ اور مستقبل کی تشکیل“** کے عنوان سے ایک مضمون سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر نشر کیا گیا۔ اس کے چند اقتباسات یہاں من وعن نقل کرکے ان کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

”لیکن اس کے ساتھ ہی اس واقعے سے
مسلمانوں کی مظلومی، ان کی امن دوستی اور احترام
عدالت و انسانیت کا جذبہ بھی بہت نمایاں ہو کر

سامنے آیا ہے، جو صلح حدیبیہ کی طرح ظاہری شکست کے باوجود مآل کار کے لحاظ سے 'فتح مبین' کی نوید جاں فزا ثابت ہوسکتا ہے، اگر مسلمان اپنی اسی دانش ورانہ روش پر قائم رہے اور ردعمل کی جگہ عمل پر یقین رکھا۔ کتاب اللہ اور سیرت پیمبر سے بھی ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ مخالف حالات میں ہمیں جاہلوں کی جہالت سے کلیتًہ اعراض کرتے ہوئے اپنے ایمان وعمل کے استحکام پر توجہ دینی چاہیے اور حتی الامکان تصادم کی جگہ تسامح کی پالیسی اپنانی چاہیے''۔

ملاحظہ کیجیے! خانقاہِ سید سراواں کے صوفیوں کو ہر اس جگہ ''صلح حدیبیہ'' کا منظر نامہ یاد آجاتا ہے، جہاں دنیاوی فوائد پوشیدہ ہوں، یہ اپنے خوف و ہراس اور غیروں کی چاپلوسی و جی حضوری کے جواز کے لیے ''صلح حدیبیہ'' کے نام کا استعمال کرتے ہیں۔ انہیں کبھی غزواتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن و تابناک تاریخ یاد نہیں آتی، جو جرات، استقامت، اورحق کے لیے جدوجہد کی عظیم مثالیں ہیں۔

یہ دنیا کے غلیظ ترین فکر رکھنے والے سراوی صوفی، معاذ اللہ! دھوکہ، فریب، اور جھوٹ کو بھی ''صلح حدیبیہ'' کی مثال سے جواز فراہم کرنے کی

ناپاک کوششیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس کی واضح مثال خانقاہِ سید سراواں سے "حسام الحرمین" کی تصدیق ہے، ایک طرف سراواں کے لیٹر ہیڈ پر "حسام الحرمین" کی تائید و تصدیق کا اعلان کیا گیا، دوسری طرف سراواں کے معتمد و معتقد، بلکہ ان کی گینگ کے ایک فرد "ناصر مصباحی" (حالاں کہ جامعہ اشرفیہ کے ذمہ داران کے اعلان اور منسوخیِ سند کے مطابق اب ان کو مصباحی لکھنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے لیکن بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن کے مصداق موصوف اب بھی خود کو مصباحی لکھتے ہیں) اس تائید و تصدیق کو "صلح حدیبیہ" پر محمول کر چکے ہیں۔

یہ کتنی اذیت ناک تمثیل ہے کہ موجودہ دور کے نام نہاد "ڈیجیٹل صوفی" اپنے منافقانہ عمل کو تقدس کا جواز بخشنے کے لیے تاریخ اسلام کی عظیم حکمت عملی "صلح حدیبیہ" کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ جس طرح عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابہ کرام نے اجتماعی ناپسندیدگی اور قلبی کراہت کے باوجود، ایک عارضی اور حکمت پر مبنی معاہدہ کفار و مشرکین سے قبول فرما لیا تھا، ٹھیک بعینہٖ اسی طرح ان سراوی ذمہ داروں نے بھی کسی خارجی دباؤ یا مجاہدانہ حکمت عملی کے تحت اپنے باطنی اختلاف اور عدم رضامندی کو پس پشت ڈالتے ہوئے، صرف ایک ظاہری مصلحت کوشی کے طور پر "حسام الحرمین" کی تصدیق کی رسم نبھائی۔

ان کی یہ مذموم توجیہ سنی مسلمانوں کے ساتھ کھلا ہوا دھوکہ اور ابلیسی

فریب کاری ہے۔ یہ عمل نہ صرف "صلح حدیبیہ" کی اصل روح کو مسخ کرتا ہے (کیونکہ صلح حدیبیہ دین کی سربلندی کا سبب بنی تھی، نہ کہ فریب کا)، بلکہ یہ خود اس بات کا کھلا اعتراف بھی ہے کہ ان کی تصدیق عقیدہ و حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ عارضی دباؤ کی پیداوار ہے۔ نتیجتاً، اس گروہ نے اپنے عمل کو تاریخی مثال سے جوڑ کر فریب کی بنیاد رکھی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مذہبی موقف سچائی اور استحکام کے بجائے مصلحت و منافقت اور صلح کلیت پر قائم ہے۔

مسجد کی جگہ پر مندر بنانے کے فیصلے کے معاملے میں، ہندوستانی مسلمانوں نے، سوائے بعض کے، حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کیا۔ انہوں نے زبان و قلم سے اس فیصلے سے عدم اطمینان کا جتنا ممکنہ طور پر اظہار کر سکتے تھے، وہ کیا۔ حدیث شریف میں ہے:

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ"۔(۱)

ترجمہ: تم میں سے جب کوئی بُرائی دیکھے تو ہاتھ سے اُسے

---

(۱) الصحیح للمسلم،

باب کون النھی عن المنکر من الایمان.. ج: ۱، ص: ۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت

روکنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

مذکورہ سراوی نے اپنے مضمون میں لکھا:

''حتی الامکان تصادم کی جگہ تسامح کی پالیسی اپنانی چاہیے''۔

اگر تصادم سے مراد لڑائی جھگڑا ہے تو ہندوستان میں بابری مسجد معاملہ میں کہیں ایسے حالات نہیں بنے اور نہ ہی حالات سے ایسا لگتا ہے کہ مسلمان لڑائی پر آمادہ ہوں گے۔ پھر موصوف نے تصادم سے کس چیز کو تعبیر کیا ہے؟ وہی قانونی حق کہ جس کے تحت سپریم کورٹ میں ریویو پیٹیشن داخل کی جائے اور اپنے حق کے حصول کے لیے قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ اگر واقعی موصوف نے اس سے ہی روکا ہے تو یہی تو آر ایس ایس اور ہندو انتہا پسندوں کا منشا و مقصود ہے کہ مسلمان اتنا زیادہ بزدل ہو جائے کہ قانونی چارہ جوئی تک کی ہمت نہ کر سکے، اور ممکن ہے یہ مضمون اسی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے لکھا گیا ہو۔

ہمارے ڈیجیٹل صوفی کا اگلا اقتباس چوں کہ سر سید علی گڑھی کی تعریف و توصیف اور اس کی قصیدہ خوانی میں ہے اسی لیے اگلا اقتباس نقل کرنے سے پہلے سر سید کے نظریات کی ایک جھلک ذیل کی سطور میں پیش

کی جاتی ہے۔

سرسید کے گندے نظریات

سرسید کے بعض عقائد ونظریات کو یہاں نہایت ہی مختصر کرکے پیش کیا جاتا ہے کیونکہ تفصیل کا یہ مقام متقاضی نہیں، درج ذیل بعض نظریات سے ہی سرسید کی شرعی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

- خدائے تبارک وتعالیٰ جل وعلا کو معاذ اللہ نیچری کہا۔
- حج کے اراکین کی توہین وتنقیص کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا۔
- حج کی حقیقت قرآن وتفسیر، حدیث وفقہ اور اجماع امت کے خلاف بیان کی۔
- جنت اور اس کی نعمتوں کا انکار کیا۔
- فرشتوں کے وجود کا انکار کیا۔
- سبوح وقدوس باری تعالیٰ جل جلالہ کو بھان متی (مداری، شعبدہ باز) اور تماشا بنانے والا بتایا۔
- حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے مسجود ملائکہ ہونے کا انکار کیا۔
- حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزہ کا انکار کیا۔

● حضرت سیدنا ابرہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر نیچری ہونے کا الزام لگایا۔

● شیطان کے بارے میں یہ دعوی کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان نہیں ہے۔

سراویوں کے نزدیک سرسید مسلمانوں کا معمار ہے

زیر بحث مضمون میں سرسید کے ہندوستانی مسلمانوں کا معمار ہونے کا سہرا بھی ان صوفیوں کے مجاہد نے خانقاہ سراوں کی ماڈرن اور فتنہ خیز سرزمین سے عطا کر دیا، مضمون کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> **"سرسید کی تعلیمی وثقافتی تحریک کو خصوصیت کے ساتھ اس سیاق میں پیش کیا جاسکتا ہے، جنہیں وقتی طور پر انگریزوں کی غلامی کا طعنہ تو سہنا پڑا، لیکن تاریخ نے ثابت کیا کہ یہی غلام، مستقبل میں ہندوستانی مسلمانوں کا معمار قرار پایا"۔**

موصوف کے مذکورہ اقتباس کا ماحصل یہ ہے:

● "سرسید کی تعلیمی وثقافتی تحریک کو خصوصیت کے ساتھ اس سیاق میں پیش کیا جاسکتا ہے"۔ یعنی سرسید علمی وثقافتی کلچر کو بلندیوں کے اوجِ

سر یا پر اٹھانے کی تکلیف مالا یطاق کے لیے کوشاں ہوئے۔

● وقتی طور پر انگریزوں کی غلامی کا طعنہ سہنا پڑا۔

● لیکن تاریخ نے ثابت کیا کہ یہی غلام، مستقبل میں ہندوستانی مسلمانوں کا معمار قرار پایا۔

اب ہم ان تینوں اجزا کا تفصیلی تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

سر سید کو انگریزوں کا غلام کہنا کیسا؟

انگریزوں نے ہندوستان پر اپنی حکومتی جڑوں کو مختلف طریقے سے مضبوط کیا۔ وہ یہاں اجنبی بن کر آئے تھے انہوں نے اپنی چالا کی اور عیاری سے ہندوستان میں لالچی لوگوں کو اپنا زر خرید غلام بنایا، یہ زر خرید کسی ایک قوم یا مذہب کے نہیں تھے بلکہ ان کا تعلق مختلف مذاہب اقوام سے تھا۔

جو لوگ سر سید کو انگریزوں کا غلام کہتے تھے یا کہتے ہیں یہ صرف ایک طعنہ ہی نہیں بلکہ یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے کہ جس کو کوئی نیچری مٹا سکتا ہے نہ ہی کوئی سراوی چھپا سکتا ہے۔ بلکہ اس کا اعتراف تو خود سر سید کے معتقدین نے بھی کیا ہے۔

سب سے پہلے سر سید کی تعلیمی و ثقافتی خصوصیات کو دیکھ لیا جائے۔
اگر واقعی سراواں کے ڈیجیٹل صوفیوں کے لیے سر سید کی تعلیم و ثقافت قابل

فخر ہے تو یہ گمراہیت ونیچریت تو ہوسکتی ہے اس میں حقیقی تصوف کی بوتک نہیں آسکتی ہے۔

دل میں خاک اڑتی ہے کہنے کو بڑے ہیں زاہد
مکر کا ورد ہے پڑھتے ہیں ریا کی تسبیح

سرسید کی تعلیم وثقافت

اب یہاں پر سرسید کی ثقافت کے حوالہ سے الطاف حسین حالی پانی پتی کی لکھی ہوئی کتاب ''حیات جاوید'' سے چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں:

''شرح ملّا، شرح تہذیب، میبذی، مختصرالمعانی اور مطول ماانا قلت تک پڑھی مگر طالب علموں کی طرح نہیں بلکہ نہایت بے پروائی اور کم توجہی کے ساتھ''۔(۱)

''(انہوں نے) قدیم یا جدید کسی طریقے میں پوری تعلیم نہیں پائی''۔(۲)

''نہ وہ واعظ تھا نہ فقیہ تھا نہ محدث نہ معانی

(۱) حیات جاوید، ج:۱، ص: ۵۳، ۵۴، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

(۲) حیات جاوید، ج:۱، ص:۳۶۹، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

وبیان کا ماہر تھا نہ منطق وفلسفہ کا مدعی"۔(۱)

"ابتدا میں وہ اکثر گیند، بلا، کبڈی، گیٹر یاں، آنکھ مچولی، چیل، چلو وغیرہ کھیلتے تھے"۔(۲)

سرسید کی شرارتی حکایات

سرسید نے اپنی شرارتی حکایات خود ان الفاظ میں بیان کی ہیں:

"ایک بار میں نے اپنے ایک رشتہ دار بھائی کو جو استنجا کر رہا تھا چپکے سے اس کے پیچھے جا کر چت کر دیا، اس کے سارے کپڑے خراب ہو گیے"۔(۳)

"ایک بار میں شطرنج کھیلتے میں ایک اپنے رشتہ دار بھائی سے لڑ پڑا، میرے مکّے سے اس کے ہاتھ کی انگلی اتر گئی اور کئی دن بعد اچھی ہوئی،

(۱) حیات جاوید، ج:۲،ص:۲۶۲، ارسلان بکس، آزاد کشمیر
(۲) حیات جاوید، ج:۱ص:۴۷، ارسلان بکس، آزاد کشمیر
(۳) حیات جاوید، ج:۱ص:۴۸، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

ہمیشہ یوں ہی لڑائی بھڑائی مار کٹائی ہوتی تھی‘‘۔(۱)

’’سرسید کا عنفوان شباب نہایت زندہ دل اور رنگین صحبتوں میں گزرا تھا، وہ راگ رنگ کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے‘‘۔(۲)

’’تاج گنج، اعتمادالدولہ اور نور افشاں میں وہ (سرسید کے دوست) آئے دن عیش و نشاط کے جلسے کرتے تھے، سرسید نے بھی ان جلسوں کی کیفیتیں دیکھی تھیں اور ان میں شریک ہوئے تھے‘‘۔(۳)

’’سرسید جیسے بڑھاپے میں بذلہ سنج تھے جوانی میں اس سے بھی زیادہ، ظرافت اور حاضر جوابی ان کی طبیعت میں تھی۔ دِلّی میں ایک مشہور طوائف شیریں جان نامی نہایت حسین تھی مگر سنا ہے کہ اس کی ماں بھدّی اور سانولے رنگ کی تھی۔ ایک مجلس میں وہ جہاں اپنی ماں کے ساتھ

---

(۱) مرجع سابق

(۲) حیات جاوید، ج:۱، ص:۵۵، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

(۳) حیات جاوید، ج:۱، ص:۵۶، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

مُجرے کے لیے آئی تھی، سرسید بھی موجود تھے اور وہیں ان کے ایک قندھاری دوست بھی بیٹھے تھے وہ اس کی ماں کو دیکھ کر بولے: ''مادرش بسیار تلخ ست''۔ سرسید نے یہ مصرع پڑھا: ''گرچہ تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد''۔(۱)

''سرسید کا مذکورۂ بالا جلسوں اور صحبتوں میں شریک ہونا آخر کار رنگ لائے بغیر نہ رہا''۔(۲)

''وہ (سرسید) قوم کی غفلت و بدمستی کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں؛ ہم بھی اسی رنگ میں مست تھے، ایسی گہری نیند سوتے تھے کہ فرشتوں کے بھی اٹھائے نہ اٹھتے تھے۔ کیا کیا خیالات ہماری قوم کے ہیں جو ہم میں نہ تھے اور کون سی کالی گھٹائیں ہماری قوم پر چھا رہی ہیں جو ہم پر چھائی ہوئی نہ تھیں''۔(۳)

---

(۱) حیات جاوید، ج:۱، ص:۵۷، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

(۲) حیات جاوید، ج:۱، ص:۵۷، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

(۳) حیات جاوید، ج:۱، ص:۵۹، ارسلان بکس، آزاد کشمیر

یہ ہے سرسید کی تعلیم کہ جب پڑھائی کی تو محنت کے ساتھ نہیں بلکہ نہایت ہی بے توجہی کے ساتھ اور قدیم و جدید کسی بھی طرح کی تعلیم کی تکمیل نہ کر سکے۔

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی سراوی بھکت یہ کہنے لگے کہ سرسید نے کیا حاصل کیا اور کیا نہیں، ہمیں اس سے مطلب نہیں، ہم تو اس تعلیم کی بات کر رہے ہیں جس کو سرسید نے پھیلایا۔ تو ایسا کہنے والوں کو سرسید کے وہ عقائد ونظریات دوبارہ سے پڑھ لینا چاہیے جن کا گذشتہ صفحات میں سرسید کے حوالہ سے ذکر ہوا۔

گیند، بلا، کبڈی، گیٹر یاں، آنکھ مچولی، چیل، چلو اور شطرنج وغیرہ کھیلنا، لڑائی جھگڑے کرنا، رنگین صحبتوں، راگ رنگ کی مجلسوں، عیش و نشاط کے جلسوں اور دہلی کی مشہور طوائف کے مجروں میں شرکت کرنا گھوڑے بیچ کر سونا یہ سیدسراواں کے ''معمار'' سرسید کی ثقافت وتہذیب اور ترقی کا اہم حصہ تھا۔

اب اسی طرز وطریقہ کا حامل، سرسید کی طرح ہی علم وعمل والا کہیں کوئی دوسرا معمار سیدسراواں میں تو پیدا نہیں ہو گیا ہے۔

یہ جو ہیں اہل ریا آج فقیروں بیچ
کل گنیں گے حمقا ان کو ہی پیروں کے بیچ

خانقاہ سراواں پر سرسید کی تعلیم وثقافت کا غلبہ

خانقاہ عارفیہ سید سراواں کے سرغنہ ابومیاں نے سرسید کی بنائی ہوئی ''مسلم یونیورسٹی'' علی گڑھ سے ہی تعلیم حاصل کی تھی اوراس کے بعد خانقاہ سراواں کے شیخ مست بن گیے۔لیکن ابھی بھی اس جگہ کی تلاش جستجو میں سرگرداں ہیں جو معاذ اللہ! کفر واسلام کی سرحد سے دور ہو، اس کا اظہار سرسید علی گڑھی کے معتقد ابومیاں اپنے اشعار میں یوں کر چکے ہیں:

کفر و اسلام کی سرحد سے الگ دور کہیں
اک نئی دنیا محبت کی بسائے کوئی(۱)

یہ شہوت ممتنع تو پوری نہیں ہوسکتی ہاں بہ یک وقت انسان ایمان و کفر میں سے کسی ایک ہی کا حامل ہوگا بلکہ جیسے ہی اسلام سے دور جانے کے لیے ایمانی سرحدوں کو عبور کرے گا ایمان سے نکل کر کفر کے قعر مذلت میں گر جائے گا اگر چہ خود کو کفر سے دور ہی کیوں نہ تصور کرے۔

شیخ سراواں پر سرسید کے اثرات

شیخ سراواں پر بھی ان کے خودساختہ معمار سرسید کا کئی طرح سے اثر ہے اس کی کچھ جھلکیاں یہاں پیش کی جاتی ہیں:

---

(۱) ماہ نامہ خضر راہ، ص: ۳۰، ستمبر ۲۰۱۴ء، سید سراواں الہ آباد

٭ جس طرح سے سر سید نے اپنے مذہب کو قربان کر کے انگریز حکومت کی چاپلوسی و درباری اوراس کے وفادار ہونے کا تمغہ حاصل کیا تھا اسی طرح سے شیخ سراواں اور ان کے حوارین بھی موجودہ اسلام مخالف حکومت بی جے پی کی غلامی و چاپلوسی کے ذریعہ سرکاری صوفی بننے کی کوشش میں لگے ہیں اسی وجہ سے ان کی خانقاہ سے تین طلاق بل کے معاملہ میں اور بابری مسجد کی جگہ ہندوؤں کے رام مندر بنائے جانے کے معاملہ میں حکومت وقت کی کھلی وکالت کی گئی ہے۔

٭ جس طرح سر سید نے آزاد خیالی کو دین و مذہب پر فوقیت دی اسی طرح شیخ سراواں نے بھی ''کفر واسلام کی سرحد سے الگ دور کہیں ایک محبت کی دنیا بسانے'' کی خواہش کا اظہار کیا۔

٭ جس طرح سر سید نے رنگین صحبتوں ، راگ رنگ کی مجلسوں، عیش ونشاط کے جلسوں اور دہلی کی مشہور طوائف کے مجروں میں شرکت کو پسند کیا اسی طرح شیخ سراواں نے بھی ڈھول، تاشے، طبلہ و ہرمونیم اور باجے، گاجے کی مجلس کو پسند کیا اوراس کو نئے طریقہ سے رواج دیا، بلکہ اس معاملہ میں شیخ سراواں سر سید سے آگے نکل گیے سر سید کے بارے میں کہیں یہ نہیں پڑھا کہ وہ خود کو سجدہ بھی کرواتا ہو لیکن شیخ سراواں کی بارگاہ میں ان کے حوارین سجدہ ریز بھی ہونے لگے۔

شیخ سراواں کے بارے میں کوئی ایسی مصدقہ خبر تو نہیں ہے کہ وہ

مجرے وغیرہ میں شرکت کرتے ہوں لیکن ان کے متعلق اتنا ضرور معلوم ہے کہ ان کے مدرسہ ''جامعہ عارفیہ'' میں فلمی دنیا کے ایک گمراہ کُن گانے کو بالی ووڈ کی طرز پر سُر اور تال ملا کر پڑھا گیا جس سے طلبہ واساتذہ محظوظ ہوئے۔ ظاہر سی بات ہے اس میں کچھ حصہ تو شیخ سراواں کا بھی ضرور رہا ہوگا کیوں کہ آں جناب کو بھی سر سید کی طرح رقص وسرود والی رنگین محفلیں بہت زیادہ بھاتی ہیں۔

انہیں شوق عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھمریاں ہوکر

ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر کا انکشاف

ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر مولانا طفیل مصباحی نے اتنا انکشاف اور کیا ہے کہ وہ شہوت پرست، جاہل اور ڈھونگی پیر ہیں۔ غیر محرم عورتوں کے سروں پر ہاتھ وغیرہ سب کے سامنے ہی رکھ دیتے ہیں حالاں کہ شریعت مطہرہ میں اس کی بھی قطعا اجازت نہیں ہے۔ لہذا اس حقیقت کا انکشاف کرنے والے ماہ نامہ اشرفیہ کے نائب مدیر مولانا طفیل مصباحی کی برائتی تحریر نقل کرتا ہوں:

''چندسال قبل یہ فقیر طفیل احمد مصباحی سید سراواں گیا تھا، یہاں کے موجودہ ڈھونگی پیر

اور صاحب سجادہ ابو میاں سے ملنے کی خواہش بہت دنوں سے تھی، جب ملاقات کی باری آئی اور ملنے گیا تو کیا دیکھا کہ ابو میاں کار پہ سوار کہیں جا رہے تھے۔ بہت سارے لوگ کار پہ ہی مصافحہ کر رہے تھے۔ بعد ازاں عورتوں کی باری آئی اور یہ زاہدِ خشک اپنے بوڑھے ہاتھ کو عورتوں کے سر پہ پھیرنے لگے۔ میں یہ تماشہ دیکھتا رہا اور میری غیرت کو گوارا نہ ہوا کہ ایسے جاہل اور شہوت پرست پیر سے ملاقات کروں۔

بعد مغرب اس بات کو لے کر میں نے مولانا ذیشان مصباحی اور مجیب الرحمان علیمی وغیرہ سے کھل کر اور ڈٹ کر بحث کی۔ لیکن یہ لوگ اِدھر اُدھر کی بات کر کے عذر پیش کرتے رہے اور معاذ اللہ ابو میاں کی صفائی میں یہاں تک کہہ دیا کہ بارگاہ رسالت میں عورتیں بھی آیا کرتی تھیں۔ اس کے بعد سے میں آج تک سید سراواں نہیں گیا۔ جب کہ اس فقیر کو سالنامہ الاحسان کے منتخب اصحاب قلم میں ان لوگوں نے رکھا ہے“۔

کیا سر سید قوم مسلم کا معمار ہے؟

سراواں سے سر سید کو قوم مسلم کا معمار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اب اس کی ٹھیک وجوہات تو اہلِ سراواں کے جدت پسند ڈیجیٹل صوفی ہی بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے سر سید کے اندر کون سی ایسی خوبی دیکھی کہ جس کی وجہ سر سید پر معمار قوم کا تمغہ زبردستی چسپاں کر دیا؟

کوئی سراوی صوفی سر سید کو معمار قوم مسلم کہنے کے متعلق مندرجہ ذیل تین وجوہات میں سے کوئی ایک بیان کر سکتا ہے:

(۱) سر سید کا علم و عمل (۲) سر سید کی دینی و مذہبی خدمات (۳) سر سید کی قائم کردہ مسلم یونیورسٹی

سر سید کے علم کے متعلق گذشتہ صفحات میں تفصیلات گزر چکی ہیں، اس کی عملی زندگی پر بھی مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے، علم و عمل میں تو کوئی ایسی خوبی نہیں دکھی کہ جس کی بنیاد پر سر سید کو معمارِ قومِ مسلم قرار دیا جا سکے۔

سر سید کی دینی و مذہبی خدمات کے بارے میں بھی کچھ تفصیلات گزری ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سر سید نے اپنی کتابوں کے ذریعہ خدائے تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں نازیبا کلمات کہے، توہین و تنقیص کی اور عبادات کا مذاق اڑایا۔ لہٰذا ایسی دین و مذہب کو برباد کرنے

والی سرسید کی طرف سے کی گئی خدمت بھی سرسید کو قومِ مسلم کے معمار ہونے کا درجہ دلانے کا سبب تو نہیں بن سکتی ہاں یہ خدمتِ بد ایمان و اسلام کو برباد کرنے والی مسلمانوں میں گمراہیت و بے دینی اور نیچریت پھیلانے والی ضرور ہے۔

اب عشاقانِ سرسید، سراوی ڈیجیٹل صوفیوں کے پاس لے دے کر بچی وہی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ہوسکتا ہے سرسید کو مسلمانوں کا معمار بنانے کے لیے اس کو دلیل میں پیش کیا جائے تو ان ڈجیٹل صوفیوں کے لیے کچھ تفصیلات درج کرتا ہوں ہوسکتا ہے کہ ان کا قبلہ درست ہوجائے اور بناوٹی تصوف سے نکل کر حقیقی تصوف کی طرف ان کو راہ مل جائے۔

سرسید نے یقیناً مسلم یونیورسٹی کے قیام میں محنت و کوشش کی ہوگی اور بہت سے مسلمان اس یونیورسٹی سے لیکچرر، پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر اور دنیا کے دیگر بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز ہوئے ہوں گے لیکن جس کے اوپر سرسید کی تعلیم و ثقافت غالب آئی ہوگی ایسے بہت سے گمراہ و بددین اور نیچری بھی بنے ہوں گے۔ اگر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں پڑھنے والا طالب علم یا کوئی دوسرا شخص واقعی سرسید کے ایمان و اسلام کے مخالف عقائد و نظریات کی تعلیم اور اس کے کلچر و ثقافت کی مکمل رعایت کرے گا تو اس کی تعلیم و ثقافت کسی بھی اعتبار سے اسلامی نہیں ہوسکتی۔

سرسید کے گمراہ کن اور کفریہ عقائد و نظریات کی تعلیم اور اس کے کلچر

وثقافت کی مخالفت کر کے اسلامی عقائد ونظریات، تعلیم وتربیت اور کلچر و ثقافت کو اختیار کرنے والا شخص ہی حقیقت میں اسلامی تعلیم وثقافت کا جامع ہوسکتا ہے۔

مذکورہ کلام سے آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حقیقت میں سر سید جیسے ضروریات دین کا انکار کرنے والے، مرتد، دشمنِ اسلام کو قومِ مسلم کا معمار کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اور ایسے بے دین کو قومِ مسلم کا معمار بنانے والے کس کھائی میں اوندھے منہ گرنا چاہتے ہیں۔

دین کو بیچ کے دنیا کو خریدا بھی تو کیا
بن کے بے دین کوئی عہدہ جو پایا بھی تو کیا

قومِ مسلم کا معمار کون؟

اگر مضمون نگار کو سید سراواں کا درباری مولوی کہوں تو ان کو تکلیف ہوگی لیکن ان کی اس حرکت کو کیا نام دیا جائے اس کی وضاحت وہ خود ہی کر سکتے ہیں۔ ویسے موصوف نے از ہر ہند ''جامعہ اشرفیہ'' سے تعلیم حاصل کی ہے اور صرف اشرفیہ کی دستار و سند کے لالچ میں ''حسام الحرمین'' کی تصدیق کی تھی (اس کا اقرار وہ خود کر چکے ہیں) جامعہ اشرفیہ کو جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خونِ جگر سے سینچا ہے، ان کی جہد مسلسل اور

مذہب و ملت کے تئیں خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم فخر کے ساتھ یہ گنگناتے ہیں:

جس نے پیدا کیے کتنے لعل و گہر
حافظِ دین وملت پہ لاکھوں سلام

ہندوستان کا کوئی بھی ایسا معیاری ادارہ نہیں ہے کہ جہاں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس گلشن علم و ادب کا کوئی پروردہ مثالی خدمات انجام نہ دے رہا ہو۔ اگر موصوف حقیقت پسندی کے ساتھ، منصف مزاجی سے معمار قوم کہتے تو زبان وقلم پر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نام آتا اور ان کو قومِ مسلم کا معمار کہتے یا ان کے استاذ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کو معمارِ قومِ مسلم کہتے کیوں کہ آج ہندوستان میں جماعت اہل سنت سے تعلق رکھنے والا شاید ہی کوئی ایسا عالم دین ہو کہ جو بالواسطہ یا بلا واسطہ آپ سے شاگردی کا رشتہ نہ رکھتا ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے تو ان سراویوں کے دلوں میں ایسا بغض پوشیدہ ہے کہ ان کا ذکر سوائے برائی کے کرنا ان سے بہت بعید ہے۔ ہاں اگر کبھی آپ کا ذکر خیر کریں گے بھی تو دھوکہ دینے کے لیے یا صرف اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے۔ ان بزرگانِ دین رحمہم اللہ کے علاوہ بھی سیکڑوں نام ہیں کہ جن کی خدمات مثالی ہیں لیکن خانقاہ سراوان کے اس پروردہ نے دینی و مذہبی تعلیم وثقافت پر دنیاوی تعلیم کو غلبہ دیتے

ہوئے سر سید نوازی کا ثبوت پیش کیا ہے۔حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خیر کم من تعلم القرآن و علمه"۔(۱)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

"من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین"۔(۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"تفقهوا قبل أن تسودوا"۔(۳)

ترجمہ: سرداری سے پہلے فقہ حاصل کرلو۔

"فضل العالم علی العابد کفضلی

(۱)صحیح البخاری، ج:۶، ص:۱۹۲،دار طوق النجاة، بیروت

(۲)صحیح البخاری، ج:۴، ص:۸۴،دار طوق النجاة، بیروت

(۳)صحیح البخاری، ج:۱، ص:۲۵،دار طوق النجاة، بیروت

علی ادناکم"۔(۱)

ترجمہ: ایک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔

ہمارے مکاتب میں خلوص کے ساتھ بچوں کو قاعدۂ بغدادی پڑھانے والے سنی صحیح العقیدہ امام کو بھی ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں قوم مسلم کا معمار کہا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ قرآن وتفسیر، حدیث وفقہ کے اعلیٰ منازل تک پہنچنے کی راہیں یہیں سے استوار ہوتی ہیں۔ لیکن کسی بھی ایسے مرتد کو جو مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کا دشمن ہو، خدائے تعالیٰ جل مجدہ کی تنقیص کرنے اور انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم افضل الصلوۃ والتسلیمات کی توہین کرنے والا ہو پھر چاہے وہ دنیاوی کاموں اور عمارتوں کا شہر بسادے بلکہ دنیاوی علوم کے ہزاروں ملک ہی کیوں نہ آباد کردے پھر بھی مخلص مومنین اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے امتی کبھی بھی اس کو مومنوں کا خیر خواہ، قائد ورہنما اور قوم مسلم کا معمار تسلیم نہیں کرسکتے۔

خانقاہ سراواں کا بی جے پی سے دوستی کرنے کا مشورہ

موصوف اسی مضمون میں آگے یوں لکھتے ہیں:

(۱)سنن الترمذی، ج:۴، ص:۳۴۷، دار الغرب الإسلامی بیروت

”آج جب کہ کانگریس کی بساط بھی سمٹتی
جا رہی ہے یا سمٹ چکی ہے، ایسی صورتِ حال
میں ہمارے پاس دو آپشن ہیں۔اب بھی بی جے
پی سے جنگ کی صورت حال علی حالہ بنائے رکھا
جائے یا دین وملت کے تحفظ کی نیت سے ان سے
تعلقات استوار کیے جائیں اور اچھی نیت اور
اچھے مقاصد کے پیش نظر ان سے رابطے بنائے
جائیں“۔

بی جے پی اور آر ایس ایس کے لوگ تو یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان لوگ ان کے ساتھ آئیں تا کہ ان کو اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دشواری نہ ہو سکے۔مسلمانوں کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لیے انہوں نے با قاعدہ کوششیں بھی کرنا شروع کر دی ہیں لیکن یہ کوششیں اسی مقصد کے لیے ہیں جس مقصد کے لیے ماضی میں انگریزوں نے مسلمان کہلانے والے کچھ لوگوں سے تعلقات استوار کیے تھے اور کچھ لوگ دنیاوی لالچ کی وجہ سے خود انگریزوں کے قریب ہوئے تھے۔

انگریزوں سے قربت بنا کر وظیفہ لینے والوں کا مذہبی انجام

جن لوگوں نے بھی انگریزوں سے قربت اور ان کی وظیفہ خوری و

چاپلوسی کی زندگی کو اختیار کیا انہوں نے دین و مذہب میں فتنے برپا کیے، مسلمانوں میں اختلافات کی بنیادیں ڈالیں اور ان کے لمبے زمانے تک لڑتے رہنے کی راہیں ہموار کیں۔ یہاں مثال کے لیے سراوی صوفیوں کے خود ساختہ معمار سرسید علی گڑھی کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ صرف ۲۲؍سال کی ہی عمر میں سرسید نے انگریزوں کی نوکری شروع کر دی تھی، سرسید نے حالات اور ماحول کو دیکھتے ہوئے دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دی اور انگریزوں سے یاری کو اختیار کر کے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان سے مکمل خیر خواہی اور وفاداری کی۔

سرسید کے سوانح نگار الطاف حسین حالی نے غدر کے زمانہ میں بجنور میں سرسید کی کارگزاریوں کو کچھ یوں ذکر کیا ہے:

> **''خلاصہ یہ کہ سرسید نے اس خطرناک موقع پر نہایت دلیری اور جواں مردی سے تمام مصیبت کے زمانے میں یورپین حاکموں کا جو وہاں موجود تھے ساتھ دیا، ہر ایک نازک وقت میں ان کے ساتھ شریک اور گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر خواہی میں شب و روز مستعد اور سرگرم رہے''۔**(۱)

---

(۱) حیات جاوید، ج:۱، ص:۸۲، ارسلان بکس، میر پور، آزاد کشمیر

یہ تو سب پر مکمل طرح سے واضح ہے کہ انگریز لڑاؤ اور راج کرو (Fight and rule) پر یقین رکھتے تھے۔ سرسید نے انگریزوں کے اشارے پر ان سے وفاداری کے اظہار کے لیے مسلمانوں میں اسلام کے خلاف عقائد ونظریات یعنی نیچریت کو پھیلانے کی بھرپور کوشش کی تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و انتشار قائم رہے اور انگریزوں کی حکومت مضبوط و برقرار رہے۔ اسی کے بدلہ میں صرف سرسید ہی نہیں بلکہ اس کی آنے والی دو نسلوں کے لیے بھی انگریزوں نے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اس کی تفصیل سرسید کے سوانح نگار الطاف حسین حالی نے کچھ یوں تحریر کی ہے:

> **''جو شخص سرسید کی طبیعت اور جبلت سے واقف ہوگا وہ اس بات کو بآسانی باور کرے گا کہ جو کچھ غدر کے زمانے میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری ان سے ظہور میں آئی وہ کسی خلعت یا انعام وغیرہ کی توقع پر مبنی نہ تھی۔ وہ بڑا انعام اپنی خدمت کا یہی سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت میں ان سے کوئی امر اخلاق اور شرافت اور اسلام کی ہدایت کے خلاف سرزد نہ ہوا مگر گورمنٹ نے خود ان کی خدمات کی قدر کی اور ان کے صلہ میں ایک خلعت قیمتی ایک ہزار روپے کا اور دو سو روپے ماہ**

وار کی پولیٹیکل پنشن دونسلوں تک مقرر کی‘‘۔(۱)

انگریزی وظائف لینے والے مولویوں کا مذہبی انجام

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو انگریزوں کی طرف سے چھ سو روپے ماہانہ ملتے تھے جن کی قیمت آج کے اعتبار سے پینتالیس ہزار روپے کے قریب ہے، اس کے ثبوت ان کے ہی گھر سے ملاحظہ فرمائیں:

> **’’دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مُسلَّم بزرگ و پیشوا تھے، ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے، اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے۔**(۲)

تبلیغی جماعت کے سرغنہ الیاس صاحب کو بھی انگریز حکومت کی طرف سے خاص وظیفہ ملتا تھا:

---

(۱) حیات جاوید، ج:۱،ص: ۹۳، ارسلان بکس، میر پور، آزاد کشمیر

(۲) مکالمۃ الصدرین، طبع دیوبند، ص:۹

”مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا، پھر بند ہو گیا“۔(۱)

مختصراً یہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، سید احمد رائے بریلوی، اسمعیل دہلوی، مولوی نواب صدیق حسن بھوالی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی اور مولوی محمد احسن نانوتوی جیسے بہت سے نام مل جائیں گے جن کو انگریزی حکومت کی طرف سے با قاعدہ وظائف دیئے جاتے تھے، لیکن جب ان کی زندگی پر غور وفکر کیا جائے تو ان میں سے ہر ایک نے مسلمانوں میں اختلاف وانتشار پھیلانے اور ان کو آپس میں لڑانے کے لیے اہم رول ادا کیے ہیں۔

بی جے پی سے قربت کرنے والوں کا مذہبی انجام

ماضی قریب میں جن نام نہاد مسلمانوں نے بی جے پی سے یارانہ کیا ان کو چاہے حکومت سے دنیاوی فائدہ ضرور مل گیا ہو لیکن مذہب اسلام کے متعلق ان کی حرکات کچھ اس طرح رہیں:

(۱) مکالمۃ الصدرین، طبع دیوبند، ص:۸

● توحید کا دکھاوا کرنے والے ندوۃ العلما لکھنؤ کے مدرس ''سلمان ندوی'' کا جب بی جے پی سے یارانہ ہوا تو انہوں نے یہ بیان جاری کیا کہ ہندؤں کے دیوتا و پیشوا ''رام'' ان کے نزدیک نبی و پیغمبر ہیں۔

اخبار مشرق، کلکتہ ۹/مارچ ۲۰۱۹ء کے شمارہ میں ان کا ایک بیان شائع ہوا جس سے ایک اقتباس نقل کرتا ہوں:

''جہاں تک رام چندر جی کی شخصیت کا سوال ہے؛ وہ (رام) بہت بڑے مصلح تھے اور مسلمان مانتے ہیں کہ دنیا میں ایک لاکھ ۲۴/ہزار نبی ہوئے ہیں وہ (رام) بھی اپنے وقت کے پیغمبر تھے ان کا احترام کرتے ہوئے متنازع مقام کو مندر بنانے کے لیے دے دینا چاہیے''۔(۱)

اب ان ندوی صاحب سے پوچھا جائے کہ اگر تم نے اپنے فرضی عقیدہ کے مطابق معاذ اللہ ''رام'' کو نبی مان بھی لیا پھر بھی تمہاری کون سی توحید کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہاں مندر بنایا جائے تا کہ لوگ بتوں کی پوجا کریں؟

●بی جے پی میں شامل کچھ نام نہاد مسلمانوں نے گائے کے

---

(۱) روزنامہ اخبار مشرق، کلکتہ، اردو، شمارہ ۹/مارچ ۲۰۱۹ء، ہفتہ

پیشاب اور گوبر کے فوائد شمار کرانا شروع کیے اور مسلمانوں کو معاذ اللہ گائے کے پیشاب کو پینے اور اس کے گوبر کو استعمال کرنے کا مشورہ پیش کیا اور باقاعدہ اس کے متعلق ایک کتاب بنام ''گائے اور اسلام'' بھی شائع کی گئی۔ ہندی روز نامہ دینک جاگرن، کاشی پور صوبہ اترا کھنڈ کے ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۵ء کے شمارہ سے ذیل میں ایک اقتباس نقل کرتا ہوں:

> **''گائے اور اسلام کتاب کیا ہے؟ گائے اور اسلام کتاب میں گائے، اس کے دودھ، گوبر اور اس کے پیشاب سے ہونے والے فائدوں کی جان کاری دینے کے ساتھ ساتھ حدیثِ طبرانی، حدیث ابونعیم، مستدرک الحاکم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا کہ گوکسی (یعنی گائے کو ذبح کر کے کھانا) پاپ (گناہ) ہے۔ کتاب کو فیض خان، شیراز قریشی ایڈووکیٹ اور ابھی جیت سنگھ نے ترتیب دیا ہے''۔**(۱)

کچھ لوگوں کو بی جے پی میں آر ایس ایس کی ذیلی تنظیم ''مسلم راشٹریہ منچ'' کے توسط سے شامل کیا گیا۔

- مسلم راشٹریہ منچ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر خدائے تبارک وتعالیٰ

---

(۱) روز نامہ دینک جاگرن، ہندی، کاشی پور، اترا کھنڈ، شمارہ ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۵ء

کی راہ میں جانور قربان کرنے کی مخالفت کی۔ ۳۱/اگست ۲۰۱۷ء کو این ڈی ٹی وی انڈیا کی شائع شدہ خبر کا ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

"مسلم راشٹریہ منچ نے بقرعید پر قربانی کی مخالفت کی ہے اور مسلمانوں سے کہا کہ بقرعید پر جانور نہیں "کیک" کاٹیں"۔

اسی میں ہے:

"مسلم راشٹریہ منچ کے کنوینز "راجا رئیس" کہتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے نہ تو جانور کا گوشت خدا کے پاس جائے اور نہ ہی خون ایسے میں اس سے ظاہر ہے کہ خدا قربانی کے خلاف ہے"۔

● ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے یہاں کے ہر باشندے کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہے موجودہ حکومت نے بعض لبرل قسم کے مسلمانوں کو اپنا حمایتی بنایا جن کی تعداد مشکل دو چار سو ہوگی جب کے پورے ملک کے مسلمانوں نے اس بل کی کھلی مخالفت کی، احتجاج کیے اس کے خلاف پروگرام منعقد کیے لیکن حکومت نے پھر بھی "ٹرپل طلاق بل" کو پاس کر دیا اس پر بھی بی جے پی سے وابستہ نام نہاد مسلمانوں نے حمایت وخوشی کا اظہار کرتے ہوئے جشن منایا:

"مسلم راشٹریہ منچ مہیلا مورچہ کی اور سے

راجیہ سبھا سے تین طلاق بل پاس ہونے کی خوشی میں بدھ کے دن جی پی او گاندھی کی مورتی کے پاس تشکرانہ پروگرام منعقد کیا گیا، جس میں مسلمان عورتوں نے پی ایم مودی اور قانون منتری روی شنکر پرساد کا شکریہ ادا کیا''۔(۱)

۱۷ر نومبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار ہندوؤں کی مشہور تنظیم کے سربراہ اور ہندوؤں کے مشہور لیڈر ''بالا صاحب ٹھاکرے'' کی موت کے ساتویں سال کو ''شیواجی پارک'' میں منایا جارہا تھا جس میں ٹھاکرے کی سمادھی پر کچھ نام نہاد مسلمان چادر چڑھانے کے لیے لائے، آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک ٹوپی لگائے ہوئے شخص نے میڈیا کو معاذ اللہ یہ بیان دیا:

''آج تو ہم سب کے چہیتے عزت مآب بالا صاحب ٹھاکرے ان کے انتقال کا ساتواں سالانہ دن ہے اور اسلام کا ماننا ہے کہ اللہ کے ولیوں کو کبھی موت نہیں آتی، وہ دنیا سے پردہ کرتے ہیں۔ اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جو دلوں پر راج کرتا ہے جو قوم کے لیے، لوگوں کے لیے کام کرتا ہے بالا صاحب ٹھاکرے انہوں نے اپنی

---

(۱) لائیو ہندوستان، ہندی، ۳۱ر جولائی ۲۰۱۹ء

پوری زندگی لوگوں کے لیے، مہاراشٹر کے لیے اور
دیش کے لیے قربان کی ہے“۔
(بعض الفاظ مراٹھی زبان کے بولے
تھے جن کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیا گیا ہے)

دوسرا شخص جو کہ گول ٹوپی لگائے ہوئے تھا اس نے یہ بیان دیا:

”اس چادر کو بالا صاحب کی سمادھی پر پیش
کیا جائے اس کو ہم مسلمان بھائیوں نے بڑے
پیار محبت اور اخلاق سے تیار کیا ہے۔ جو کوئی نہیں
کرتا ہے، ہم نے سوچا ہے کہ یہ ہم اس سال سے
چالو کریں اور لگا تار اگر اللہ نے چاہا ان شاء اللہ
آگے ہر سال ہم لوگ ایسے بڑی سے بڑی تعداد
مطلب ہر سال جو چادر بڑھتی جاتی ہے اس طرح
سے یہاں پر پیش کرنے کی کوشش کریں گے یہ
بالا صاحب کی پیار محبت میں اور مہاراشٹر میں جو
بھی مسلمان بھائی ہے ان تک محبت پہنچے کہ
بالا صاحب ٹھاکرے سے ہر مسلمان محبت کرتا
ہے“۔

اس طرح کی ایک دو نہیں بہت سی مثالیں مل جائیں گی کہ بی جے

پی سے یا اس کی ذیلی تنظیموں اور تحریکوں سے جڑے نام نہاد مسلمان کبھی مندروں میں پوجا کرتے دکھائی دیتے ہیں، کبھی دیوالی پر مٹھائی بانٹ کر اور چراغ روشن کرکے ان کی خوش نودی حاصل کرتے ہیں، کبھی ہندوؤں کے تیوہار میں پھل بانٹتے ہیں، کبھی ان کے ساتھ مل کر کانوڑ یاترا نکالتے ہیں، کبھی ان کے مذہبی جلوس کا استقبال کرکے ان کے ساتھ رضا و رغبت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔

میرا اپنا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ کانگریس، سماج وادی پارٹی، بہوجن سماج پارٹی یا دیگر علاقائی و صوبائی پارٹیوں میں سے کوئی بھی پارٹی مسلمانوں کے لیے مخلص و ہمدرد نہیں ہے۔ کانگریس نے تو اب تک مسلمانوں کو کثیر نقصانات پہنچائے ہیں۔ بابری مسجد ہو یا ٹرپل طلاق بل ان تمام فتنوں کے بیج کانگریس ہی کے بوئے ہوئے ہیں۔لیکن ان تمام باتوں کے باجود مسلمان ان پارٹیوں سے اب تک جڑے ہی رہے ہیں۔

بی جے پی کا مسلمانوں کے خلاف رجحان

بی جے پی سے مسلمان الگ نہیں ہوئے بلکہ بی جے پی نے خود مسلمانوں کو اپنی پارٹی سے دور رکھا ہے اس کے عروج وارتقا کی مکمل تاریخ ہی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر مشتمل ہے، جس کی بنیاد مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہو جس کی کام یابی کا سب سے اہم سبب بھی مسلم دشمنی ہو تو وہ بھلا

کیوں کر مسلمانوں سے دوستی کر کے خود ہی اپنی بنیاد کو منہدم کریں گے۔
اس کی چند کھلی ہوئی مثالیں میڈیا کے حوالے سے پیش کرتا ہوں:

۱۸/اپریل ۲۰۱۹ءکو الیکشن کا پرچار کرتے ہوئے بی جے پی کے سینئر لیڈر اور سابق نگر پالیکا چیئرمین رنجیت بہادر شری واستو نے ایک پروگرام میں باقاعدہ اسٹیج سے اعلان کیا:

''مسلمانوں کی نسلوں کو برباد کرنے کے لیے نریندر مودی کو چنیں، پردھان منتری مودی نے (گذشتہ) پانچ سال میں مسلمانوں کا منوبل (حوصلہ) توڑا ہے''۔

مذکورہ بیان کو الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کی ایجنسیوں نے خوب اچھالا تھا اور میڈیا کے بعض افراد نے اس پر وقتی طور پر سوالات بھی اٹھائے تھے۔

بی جے پی کے مرکزی وزیر گری راج سنگھ نے ۲۰۱۴ءمیں کہا تھا:

''جو لوگ مودی سرکار کی مخالفت کر رہے ہیں ان کو الیکشن کے بعد پاکستان جانا پڑے گا''۔

بی جے پی کے لیڈر ونئے کٹیار بھی کئی مرتبہ اسی طرح کے بیان دے چکے ہیں۔

بی جے پی کے ایم پی پرویش ورما نے دسمبر ۲۰۱۶ءکو باغپت ضلع

کے ایک پروگرام میں کہا تھا:

''مسلمان آتنک وادی ہے، بی جے پی راشٹریہ بھکت (محب وطن) پارٹی ہے، انہیں مسلم ووٹ کی ضرورت نہیں''۔

اسی طرح سیکڑوں بیانات بی جے پی کے لیڈروں کے مل جائیں گے جو مسلمانوں کی دشمنی پر مبنی ہیں اور ویسے بھی بی جے پی کی مسلم دشمنی کسی پر پوشیدہ نہیں جس کو ثابت کرنے کے لیے دلیلوں کی ضرورت ہو۔

بی جے پی سے قربت کے نقصانات

بی جے پی سے قربت کا مطلب اسلام دشمنی سے سمجھوتہ کرنا ہے، بی جے پی کے لوگ پیسوں اور حکومت و کرسی کا لالچ دے کر مسلمانوں سے ہی ہر وہ کام کروانے کے حق میں ہیں جس کو وہ خود کرنا چاہتے ہیں۔اس کی قدرے تفصیل گذشتہ سطور میں گزر چکی ہے۔موصوف نے بی جے پی سے قربت بڑھانے کی خواہش ظاہر کی ہے اگر بی جے پی سے ایسے ہی قربت کی جائے اور ان سے فائدہ حاصل کیا جائے جیسے ماضی میں سر سید، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، سید احمد رائے بریلوی اور الیاس کاندھلوی وغیرہ نے انگریزوں کی قربت اختیار کر کے ان سے وظیفہ خوری کا رتبہ حاصل کیا اور اس کے بدلہ میں اپنا دین وایمان تو برباد

ہی کیا ساتھ ہی نہ جانے کتنے بھولے بھالے مسلمانوں کے بھی ایمان کے دشمن بن بیٹھے۔

اب سراوی صوفیوں سے یہ امید کرنا کہ اس میدان میں سرسید سے الگ راستہ اختیار کریں گے بے سود ہے، کیوں کہ ان کی نظر میں تو سرسید صرف وقتی طور پر ہی انگریزوں کا غلام تھا بعد کو تو وہ قوم مسلم کا معمار بن گیا۔ ہوسکتا ہے کہ سراوی صوفی بھی خانقاہ عارفیہ سید سراواں میں ایک بڑی یونیورسٹی کا خواب دیکھ رہے ہوں اس وجہ سے سرسید والے راستہ کی ترغیب دے رہے ہیں ویسے انہوں نے صرف ترغیب ہی نہیں دی ہے بلکہ عملی میدان میں آکر سرسید کے راستہ میں زور آزمائی بھی شروع کر دی ہے۔

اس کی زندہ مثال حکومت کے اس حکم کی عملی تعمیل ہے کہ جب اتر پردیش کی حکومت کی طرف سے قومی ترانہ پڑھنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے حاکم وقت کی چاپلوسی کرتے ہوئے رضا ورغبت حاصل کرنے کے لیے فلمی دنیا کا ایسا گانا گایا ہے کہ جس کے گمراہ کن ہونے میں کوئی شائبہ نہیں ہے۔

مودی حکومت کی طرف سے ''ٹرپل طلاق بل'' پاس کیے جانے سے صرف چند ہی روز قبل سید سراواں سے "ٹرپل طلاق بل" کی حمایت بلکہ بی جے پی کی حمایت اور مسلمانوں کی مخالفت کا اعلان موصوف

''ذیشان مصباحی'' نے کر دیا تھا۔لیکن انہوں نے پہلے ہی یہ سوچ لیا ہوگا کہ وقتی طور پر ہم غلط کہے جائیں گے بعد کو سر سید کی طرح معمار قوم مسلم بن جائیں گے۔

موصوف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بی جے پی میں مطلقاً جانے کا مشورہ نہیں دیا ہے بلکہ مشروط ومقید ہے تو موصوف اتنا سمجھ لیں کہ بی جے پی نے نہ تو آپ کی شرطیں کبھی مانی تھیں اور نہ آئندہ ماننے کی امید ہے اور اگر شرائط مان بھی لے اور مدارس سے بی جے پی کی حمایت بھی ہو جائے تو وہ اسلام ومسلمان کے خلاف حرکتیں مسلم عوام سے کروائے گی یا اس کے علاوہ دیگر طریقوں کے استعمال کی راہیں ہموار کی جائیں گی۔

﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِی صُدُورُهُمْ اَکْبَر﴾(۱)

ترجمہ: بیر (کینہ) ان کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔

سیاسی میدان میں مسلمان کیا کریں؟

میرا اپنا ذاتی نظریہ کچھ یوں ہے کہ سیاسی ترقی کے لیے مدمقابل

---

(۱)القرآن الکریم، سورۃ ھود:۱۱، الآیۃ:۱۸

سے زائد تعداد شرط نہیں ہے (اسلامی تاریخِ سیاست اس کا بین ثبوت ہے) بلکہ مذہبی قائدین کا سیاست سے بالکل ہی دوری اختیار کر کے عوام کو اس میدان میں بالکل بے لگام و بغیر رہنمائی کے چھوڑ دینا یہ سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کے سیاست میں کمزور ہونے کی ہے اسی کا فائدہ مسلمانوں سے ہندوستان میں دیگر قوموں نے خوب اٹھایا ہے۔

مذہبی قائدین کو مسلمانوں کی فلاح و بہبود بلکہ ان کی بقا کے لیے میدان سیاست میں کھل کر آنا چاہیے اور ملک میں ہونے والے انتخابات میں اپنے نمائندوں کو بھی میدان میں پیش کرنا چاہیے۔ اور اگر نمائندوں کو میدان میں اتارنے کی پوزیشن میں نہ ہوں تو کسی پارٹی کی مشروط کھل کر حمایت کرنا چاہیے۔ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے عوام اپنی مرضی سے فیصلہ کرتی ہے انہیں عام لوگوں میں سے ہی کوئی قائد بن جاتا ہے جسے نہ اسلام کی فکر ہوتی ہے نہ ایمان کی پرواہ تھوڑے سے فائدہ کے لیے وہ خود کو تو بیچتا ہی ہے لیکن اپنی وسعت بھر عوام کو بھی بیچنے سے دریغ نہیں کرتا۔

ہندوستانی سیاست میں اگر کسی شخص کے پاس ہزار ووٹ بھی ہیں اور وہ ان ووٹوں کا انتخابات کے وقت صحیح استعمال کر لے تو وہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے لیکن یہ اہمیت اسی وقت ہے جب قائد انتخابات کے وقت کھلا فیصلہ لے کر کسی بھی سیاسی جماعت سے اپنے

معاملات طے کرے اور شرائط پورے نہ کرنے کی صورت میں اس سیاسی جماعت سے کھل کر اپنی حمایت واپس لے لی جائے، اس کے برخلاف آج مسلمانوں کے قائدین کی صورت حال اس کے برخلاف ہے نہ وہ کسی پارٹی کی حمایت کرتے ہیں نہ مخالفت جس کی وجہ سے نہ تو کسی سیاسی جماعت کو ان سے فائدہ کا لالچ ہوتا ہے اور نہ ہی نقصان کا خوف تو وہ کیوں کسی مسلمان کے کام آئیں۔انہیں معلوم ہے کہ عوام آزاد ہے ایک دو چالیں چلی جائیں گی مسلمانوں کا ووٹ جائے گا بھی کہاں۔

جب تک مذہبی قائدین کھل کر سیاست میں نہیں آئیں گے تب تک ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی ترقی مجھے ممکن نظر نہیں آتی خدائے تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔

ڈیجیٹل صوفی مسلمانوں کی جرأت وحوصلہ کے دشمن

موصوف اپنے اسی مضمون میں لکھتے ہیں:

”اب ان کا اگلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ حاکم قوم کے خلاف وقت اور بے وقت، احتجاج مسلسل کرتے رہنے کے بجائے اپنے اندر انابت الی اللہ پیدا کریں، ایک دوسرے کو کافر کہہ کر

مسلمانوں کی تعداد کو مزید کم کرنے سے بچیں‘‘۔

موصوف نے یہاں تین نصیحتیں کی ہیں:

(۱) حاکم (ظالم) قوم کے خلاف احتجاج نہ کریں۔

(۲) انابت الی اللہ پیدا کریں۔

(۳) ایک دوسرے کو کافر کہہ کر مسلمانوں کی تعداد مزید کم نہ کریں۔

واہ جناب حاکم کو ہلالین میں ظالم بھی کہہ رہے ہیں اور اس سے قربت بڑھانے کا مشورہ بھی دے رہے ہیں یہ تصوف کی کون سی کتاب کا درس ہے جس کو آپ دھڑلے سے عام کر رہے ہیں؟

حالاں کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ﴾(۱)

ترجمہ: اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے۔

خالق کائنات جل و علا کو تو ظالم بھاتے نہیں ہیں لیکن آپ کو ابو میاں نے نہ جانے تصوف کا کون سا جامِ مست پلا دیا کہ آپ کو ظالم ہی بھانے لگے اور آپ کھل کر ان کی حمایت میں آگیے جب کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم فرمایا ہے:

﴿وَ اِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ

(۱) القرآن الکریم، سورۃ ھود: ۱۱، الآیۃ: ۱۸

بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱)

ترجمہ: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲)

ترجمہ: ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

اندازہ لگائیے کہ جب ظالموں پر خدائے تعالیٰ کی لعنت و پھٹکار ہے اور خود خدائے تعالیٰ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ ظالموں کے پاس بیٹھا جائے، تو ان کی کسی بھی طرح مدد کر کے ان کو اپنے اور دیگر لوگوں پر حاکم بنانا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

”إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب

(۱)القرآن الکریم، سورة هود: ۱۱، الآية: ۱۸

(۲)القرآن الکریم، سورة هود: ۱۱، الآية: ۱۸

منه۔"(۱)

ترجمہ: لوگ جب ظالم کوظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان سب پر عذاب نازل ہوجائے۔

حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"من مشی مع ظالم لیعینه وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام"۔(۲)

ترجمہ: جو دانستہ کسی ظالم کی مدد کو چلے وہ اسلام سے نکل جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے حضرت ابوہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"إذا كان يوم القيامة نادى مناد أين الظلمة وأعوان الظلمة وأشياع الظلمة؟ حتى من برى لهم قلما أو لاق لهم دواة،

---

(۱)مسند

(۲)المعجم الكبير للبرانى، ج:۱، ص:۲۲۷، مكتبة ابن تيمية، القاهرة

فيجمعون في تابوت من حديد ثم يرمى بهم في نار جهنم۔"(۱)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا: کہاں ہیں ظلم کرنے والے؟ کہاں ہیں ظالموں کے مددگار؟ کہاں ہیں ظالموں کے حمایتی؟ حتّٰی کہ ان لوگوں کو بھی لایا جائے گا جنہوں نے ظالموں کے لئے قلم تراشا ہو گا یا سیاہی بھری ہو گی تو ان سب کو لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"**انما الطاعة فی المعروف**"۔(۲)

ترجمہ: کسی کی اطاعت و فرماں برداری صرف نیک امور میں ہے۔

اگر کوئی ظالم و جابر حکمراں خدائے تبارک وتعالیٰ کے بندوں کو

---

(۱)الفردوس بماثور الخطاب، ج:۱، ص۲۵۵، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲)صحیح المسلم، ج:۳، ص:۱۴۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت

نقصان پہنچائے اسلام ومسلمین کو مٹانے کے درپے ہوتو مومنین کے لیے ایسے حاکم کی قربت و یاری سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اس سے دوری اختیار کر کے اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رضی کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ اَن يُّرْضُوهُ اِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ﴾(۱)

ترجمہ: اوراللہ تعالی اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ (لوگ) انہیں راضی کریں اگر وہ ایمان دار ہیں۔

ظالم کو مقدور بھر ظلم و زیادتی سے روکنا ہر ایک پر لازم و ضروری ہے، ظلم پر اس کی نصرت و اعانت، اس سے دوستی و ہمنوائی، چاپلوسی و جی حضوری اور بوجود قدرت اس کے ظلم پر خاموشی یہ سب امور ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہیں تو جو شخص رضا و رغبت کے ساتھ کسی لالچ کی وجہ سے کسی بھی ظالم کو حاکم بنانے کے لیے کسی بھی طرح کی مدد کرے گا وہ گناہ گار، حرام کار اور جہنم کا حق دار ہوگا۔ یہ حکم شرعی ہے لیکن سرسید کے عملی مقلدین کے لیے سرسید ہی نمونۂ عمل ہوگا کہ دنیاوی لالچ میں ظالم حاکم کی جی حضوری کرتے رہوا گرچہ اس کے لیے ایمان

---

(۱)القرآن الکریم، سورۃالتوبۃ:۹، الآیۃ:۶۲

ہی سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

انابت الی اللہ

موصوف نے مضمون کا اختتام کرنے سے پہلے تصوف کا مشہور جملہ ''انابت'' استعمال کرتے ہوئے قارئین پر اپنے صوفی ہونے کی دھونس جماتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا:

''انابت الی اللہ پیدا کریں''۔

یہ طرز اس وجہ سے اختیار کیا گیا تا کہ سب کو معلوم ہو کہ مضمون نگار کوئی عام نہیں بلکہ ابومیاں کے ایجاد کردہ تصوف کی ڈجیٹل اصطلاحات کے بھی جامع ہیں، اگر موصوف قدیم صوفیا کی اصطلاح ''انابت'' کی بات کر رہے ہیں تو انابت تک پہنچنے سے پہلے توبہ کی منزل تک پہنچنا لازم ہے توبہ کی منزل تک پہنچے بغیر انابت تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے جیسا کہ شیخ ابوالقاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری قدس سرہ (م ۴۶۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''والمقام: ما يتحقق به العبد بمنزلته
من الآداب بما يتوصل إليه بنوع تصرف،
ويتحقق به بضرب تطلب ومقاساة تكلف،
فمقام كل أحد موضع إقامته عند ذلك وما

هو مشتغل بالرياضة له، وشرطه أن لا يرتقي من مقام إلى مقام آخر ما لم يستوف أحكام ذلك المقام، فإن من لا قناعة له لا يصح له التوكل، ومن لا توكل له لا يصح له التسليم، وكذلك من لا توبة له لا تصح له الإنابة، ومن لا ورع له لا يصح له الزهد"۔(۱)

ترجمہ: اور مقام آدابِ صوفیہ کی اس منزل کو کہتے ہیں جسے بندہ خدا کی طرف سے حاصل کرتا ہے۔ جہاں تک بندہ کسی قسم کے تصرف سے پہنچتا ہے یا تلاش اور تکلیف کر کے اسے حاصل کرتا ہے۔لہذا ہر شخص کا مقام وہ ہے جہاں اس وقت اس کا قیام ہے اور جس ریاضت کی مشق وہ اس وقت کر رہا ہے اس کی شرط یہ کہ جب تک اس مقام کے احکام پورے طور پر حاصل نہ کر لے اس مقام سے آگے نہ جائے اس لیے کہ جب کسی کے پاس قناعت نہیں ہے تو اس کا توکل درست نہیں ہے اور جس کے پاس

(۱)الرسالة القشيرية، ج:۱، ص:۱۵۳،دار المعارف القاهرة

توکل نہیں اس کے لیے تسلیم درست نہیں۔ اسی
طرح جس نے توبہ نہیں کی اس کی انابت درست
نہیں، جس کے پاس ورع نہیں اس کا زہد
درست نہیں۔

انابت کے مقام ومرتبہ پانے سے پہلے ان سراوی صوفیوں کے لیے ضروری ہے کہ کفر واسلام کی سرحد سے دور جو دنیا تلاش کر رہے ہیں اس سے واپس آئیں اور خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ان حرکات سے توبہ کریں کہ جن کو مختلف مفتیان کرام نے گمراہ قرار دیا ہے۔ ورنہ تصوف اور اس کی اصطلاحات کا نام لے کر شیطانی طریق کو تو فروغ دیا جا سکتا ہے لیکن حقیقی کام یابی وکام رانی کی راہیں ہرگز ہم وار نہیں ہو سکتی ہیں اور نہ ہی تصوف کا کوئی مقام ومرتبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ تو می روی انگلستان ست

عالم وصوفی کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو ظالم و جابر حکومت سے ڈرا کر بزدل بنانا اور خاموش ظلم وزیادتی کو برداشت کرنے کی راہیں ہم وار کرنا یہ علم تصوف کے لباس میں چھپ کر شیطانی کام کو فروغ دینا ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"عزیزی شیطان لعین را دید که فارغ نشسته است واز تضلیل و اغوا خاطر جمع ساختہ آں عزیز سر آں را پرسید لعین گفت که علمائے سوء ایں وقت دریں کار بامن مدد عظیم کردند و مرا ازیں مہم فارغ ساختند، والحق دریں زمان ہر سستی و مداہنتی که فر امورِ شرعیه واقع شده وہر فتورے که در ترویج ملت و دین ظاہر گشته ہمه از شومیِ علمائے سوء است و فساد نیات ایشاں"۔(۱)

ترجمہ: ایک عزیز نے شیطان کو فارغ بیٹھا اور گمراہ کرنے اور حق سے ہٹانے کے کام سے مطمئن پایا تو عزیز نے اس سے وجہ پوچھی تو شیطان لعین نے کہا اس وقت کے علمائے سوء اس کام میں میرے بڑے مددگار رہیں اور مجھے اس کام سے انہوں نے فارغ کر دیا اور

(۱)مکتوبات امام ربانی، م:۳۱، ج:۱ ، ص:۴۷، مطبوعہ منشی نول کشور، لکھنؤ

حقیقت یہی ہے کہ اس زمانے میں دین وشریعت کے امور میں جو سستی اور مداہنت اور ہر کوتاہی جو دین وملت کی ترویج میں ظاہر ہورہی ہے یہ تمام علمائے سو کی نحوست اور بدنیتی کی وجہ سے ہے۔

ہندوستانی سیاست اور مسلمان

ہندوستان میں مسلمان تقسیم کے بعد سے سیاسی میدان اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے باوجود بھی نہایت ہی پس ماندہ وکمزور ہے لیکن موصوف نہ جانے کس لالچ میں آکر ہندوستانی سیاست سے مسلمانوں کے وجود ہی کو مٹانا چاہتے ہیں اور اپنے تحریر کردہ مضمون میں ان کو یہ مشورہ پیش کر رہے ہیں:

> ''ایک یہ کہ ملک کی کوئی سیاسی پارٹی مسلمانوں کی ملی اور اجتماعی خیر خواہ نہیں ہے اور دوسری یہ کہ اسلام اور مسلمان کے نام پر سیاست خودکشی کے مترادف ہے''۔

موصوف کا یہ اقتباس بھی تاریخ سے عدم واقفیت کو ظاہر کرتا ہے ملک کی آزادی سے لے کر اب تک باستثنائے چند سال ہندوستان کے

اکثر سیاسی حلقوں اور اکثر انتخابات میں سیاسی لیڈروں نے مسلمانوں کے نام سے ہی سیاسی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے نام پر سیاست کو خودکشی قرار دینا یا تو حماقت ہے یا پھر بی جے پی کی دلالی کرکے اس کے اعتبار سے ماحول سازی کرنا ہے تاکہ مسلمان سیاست میں مزید کمزور اور پس ماندہ ہو جائیں۔

ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی کمزوری کے اسباب

پورے ہندوستان میں صرف جموں وکشمیر کی ایک واحد ریاست ایسی تھی کہ جہاں کی سیاست میں مکمل طرح سے ہر اعتبار سے مسلمانوں کا غلبہ ہوتا تھا وہاں کی مجموعی عوام کا اگر استعمال بھی ہوا تو صرف مذہب اور وطن کی محبت کے نام پر ہوا اور وہاں کے وزرا بھی عموماً مسلمان کہلانے والے ہی رہے۔ اس کے برخلاف ہندوستان کی دیگر ریاستوں میں سے باستثنائے بعض ہر جگہ حکومت سازی میں مسلمانوں نے کلیدی کردار تو ادا کیا لیکن مسلمان اپنی سیاسی پوزیشن بنانے میں مکمل ناکام رہے۔

مفکرین ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی ناکامیوں کے مختلف اسباب وعلل بیان کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک میری اپنی رائے ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی ناکامیوں کے اسباب میں سے مندرجہ ذیل

وجوہات خاص اہمیت رکھتی ہیں:

(۱)**مذہبی قائدین کا سیاسی قیادت سے مکمل دوری و بے اعتنائی اختیار کرکے ''العوام کالأنعام''کو اس پرخطر وادی میں بغیر قیادت و رہنمائی کے بالکل آزاد چھوڑ دینا۔**

مذہبی قائدین میں سے کچھ لوگ اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ موجودہ سیاست جھوٹ، فریب، ظلم وزیادتی، عہد شکنی و وعدہ خلافی، آزاد خیالی و بے دینی اور بے حیائی و بے غیرتی کا معجونِ مرکب ہے اور جس سیاسی لیڈر کے اندر یہ صفات اور اس طرح کے دیگر اوصاف قبیحہ جتنے کثرت سے پائے جاتے ہیں آج وہ اتنا ہی بڑا سیاسی لیڈر کہلاتا ہے تو یہ قائدین ایسی سیاست کو گندی اور بدبودار نالی کہتے ہیں اور ایسے ظالم وجابر لیڈروں کو اسی گندی نالی کا کیڑہ کہتے ہیں۔

(۲)**مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں کے نزدیک ذاتی و مالی اور دنیاوی مفاد کا سب سے زیاہ اہمیت رکھنا۔**ان کو اگر دنیاوی مال ودولت یا کرسی کا لالچ دے دیا جائے تو اس کے بدلے میں ملک کی پوری قوم ہی نہیں بلکہ دین ومذہب کی بھی پرواہ نہیں کریں گے اور دنیاوی مال ودولت اور کرسی کو دین ومذہب پر جانے یا انجانے میں فوقیت دے دیں گے اس کے لیے قوم کا چاہے جو حال ہو اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ **(الاماشاءاللہ)**

(۳) مسلمانوں کے سیاسی لیڈران کا اپنے دین و مذہب سے مکمل جاہل وانجان ہونا، کیوں کہ دین و مذہب سے جاہل ہونے کی وجہ سے کچھ سیاسی لوگ حرام بلکہ کفریہ حرکتیں تک کر ڈالتے ہیں اور معاذ اللہ اس کو اپنی ناقص عقلی کی وجہ سے اچھا سمجھتے ہیں بلکہ اگر ان کو نصیحت کی جائے اس کی قباحت کو سمجھایا جائے تو جہالت کے باوجود سمجھانے والے کو بے وقوف اور جاہل سمجھتے ہیں اور اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا کر خود کی مذموم حرکت کو درست ثابت کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ ان کی ایسی حرکتوں کی وجہ سے مذہبی طبقہ ان سے نفرت اختیار کر لیتا ہے اور وہ مزید مذہبی افراد سے دور ہو جاتے ہیں۔

(۴) مسلمانوں کے سیاسی لیڈروں کا میدانِ سیاست میں دیگر جماعتوں کے ساتھ حصہ داری کے بجائے معاون کی پالیسی اختیار کرنا جس کی وجہ سے ان کی اہمیت کم رہتی ہے اگر کچھ معاملات بگڑتے ہیں تو کسی دوسرے معاون کو تلاش کر لیا جاتا ہے اگر حصہ داری کی پوزیشن ہو تو معاملات بگڑنے کے باوجود بھی اگر اس سے نکلے گا تو اپنا حصہ لے کر ہی نکلے گا۔

(۵) اگر کوئی مسلمان میدان سیاست میں آ بھی جائے تو اس کا ساتھ دینے کے بجائے اپنے لوگوں کا ہی اس کی مخالفت کر کے غیروں کو

اس سے اچھا بلکہ قوم کا مسیحا ثابت کرنا۔

ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی ترقی کی تجویزات

مندرجہ بالا خامیوں کو دور کرکے اگر ہندوستانی سیاست کے منظر نامہ کو دیکھا جائے تو میری اپنی سمجھ کے مطابق ہندوستان کے اندر سیاسی اعتبار سے سب سے مضبوط قوم مسلم (جماعت اہل سنت) ہے۔ یہ صرف دعوی ہی نہیں ہے بلکہ اس کو لائل کی روشنی میں ثابت بھی کیا جاسکتا ہے۔مندرجہ بالا خامیوں پر ترتیب وار کلام کرلیا جائے جس سے دعوی کی صداقت پورے طور پر ان شاء اللہ عیاں ہوجائے گی۔

(ا) سیاسی و سماجی، ملی و معاشرتی تمام میدانوں میں کام یابی کا سب سے اہم سبب دین متین کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اس حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے زیادہ اہم، سب کی جان،
سب کی اصل عظیم وہ دین متین تھا جس کی رسی
مضبوط تھامنے سے اگلوں کو ان مدارجِ عالیہ پر
پہنچایا، چار دانگِ عالم میں ان کی ہیبت کا سِکہ
بٹھایا، نانِ شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک
بنایا اور اسی کے چھوڑنے پر پچھلوں کو یوں چاہِ

ذلت میں گرایا۔ فِإنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیمِ۔
دین متین علمِ دین سے وابستہ ہے۔ علم
دین سیکھنا پھر اس پر عمل کرنا انہیں دونوں جہان کی
زندگی جانتے''۔(۱)

(۲) موجودہ آلودہ سیاست کو صرف ''گندی نالی'' قرار دے کر اور ظلم و جبر، دھوکہ وفریب میں ملوث جھوٹے سیاسی قائدین کو اس نالی کا ''گندہ کیڑا'' کہہ کر اپنے دامن کو بالکل جھاڑ لینا قطعاً مناسب حل نہیں ہے۔

اس کے برعکس، مذہبی قائدین کو چاہیے کہ وہ خود میدانِ عمل میں اتریں اور صاف ستھری، اصولوں پر مبنی اور اسلامی سیاست کی بہترین مثال دنیا کے سامنے پیش کریں۔ انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ایک سچا سیاسی قائد کیسا ہوتا ہے۔ یہ ذمہ داری ہے کہ ایسے سیاسی رہنماؤں کی تربیت کی جائے جن کے اندر: اخلاقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جھلک ہو۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حقانیت، صداقت، اور عدل وانصاف کا حقیقی جذبہ پایا جاتا ہو۔

اگر چہ یہ کام انتہائی مشکل ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ

---

(۱) حیات اعلیٰ حضرت، ج:۲، ص:۱۸، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی

اس میدان میں کوشش کرنا ہی ترک کر دیا جائے۔ بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ کر کے عملی میدان میں قدم رکھنا چاہیے۔

اپنی جرأت، بہادری اور جواں مردی کے ساتھ ساتھ اپنی اعلیٰ قیادت کی مثال قائم کرنا چاہیے۔ کیونکہ کامیاب قائد وہی ہے جو حالات کی زبوں حالی کے مواقع پر بھی خوف وحراس میں مبتلا نہ ہو بلکہ حکمت و دانائی کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھے۔

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود

مرد باید کہ حراساں نہ شود

جب یقین کامل اور جہد مسلسل کے ساتھ کوششیں جاری رہیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی ملے گی کیوں کہ ہم "**السعی منا والإتمام من اللہ**" پر ایمان رکھنے والے ہیں۔اس معاملہ میں حضور سرورِعالم صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کو نمونۂ عمل بنا کر میدان میں آنا چاہیے اور دل میں یہ بٹھانا چاہیے کہ جب اسلام اپنے ابتدائی مراحل سے گزر رہا تھا اور مسلمانوں کی تعداد ابھی تین سو تیرہ ہی کو پہنچی تھی ہزاروں ظاہری کمزوریوں کے باوجود بھی مسلمانوں نے شکست کو تسلیم نہ کرتے ہوئے میدانِ مقابلہ میں آنے کو پسند کیا جس کے نتیجہ میں بدر جیسے واقعہ کا تاریخِ اسلام میں وجود ہوا اور مسلمانوں کے عزم وحوصلہ نے یہ ثابت کر دیا کہ کتنا بھی مشکل وقت کیوں نہ ہوا گر

کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے حق وصداقت کے علم کو بلند کرنے کی کوشش کرنے کے لیے میدان عمل میں نکلے تو فتح ونصرت اور غلبہ وکامرانی اس کا مقدر رہا کرتی ہے۔

(۳) تعلیمی وتبلیغی اور اصلاحی میدان میں کوشش کر کے ایسا ماحول بنانے کی کوشش کرنا چاہیے کہ لوگوں کو دین و مذہب کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے اور کوشش یہ کی جائے کہ ایسے سیاسی لیڈر میدانِ عمل میں ہوں کہ جن کے نزدیک مذہب تمام مفادات سے اہم درجہ رکھے تو ایسی صورت میں وہ کبھی بھی پیسوں یا کرسی کے لالچ میں اپنے دین و مذہب کا سودا نہیں کریں گے اگر کسی نے سودا کیا بھی تو ایسی صورت میں قوم و ملت کے عام افراد سے لے کر خواص تک ہر ایک کھل کر اس کی مخالفت بھی کرے تا کہ مذہب وملت کا سودا کرنے والا اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(۴) مسلمان میدانِ سیاست میں بھی اسی مسلمان کو اپنا سیاسی قائد تسلیم کریں جو اپنے دین و مذہب سے مکمل جاہل نہ ہو بلکہ اس سے اتنی تو واقفیت رکھتے ہی ہوں کہ کم از کم اپنے دین و مذہب پر دنیاوی لالچ کو فوقیت نہ دیں اور دنیاوی کرسی اور عہدے کے لالچ میں کفر واسلام کے مابین تمیز کرنا بھول جائیں بلکہ ایمان و مذہب کو اپنے تمام مفادات سے بالاتر سمجھیں۔

(۵)مسلمان سیاسی میدان میں اگر کسی بھی سیاسی جماعت کے ساتھ انتخابات میں حصہ لیں تو وہ معاون پوزیشن میں نہ ہوکر مشروط حصہ داری کے ساتھ میدان میں آئیں کیوں کہ ہندوستانی انتخابات میں جو حیثیت مسلمانوں کے ووٹوں کی ہے وہ کسی دوسری قوم کی نہیں ہے۔

(٦)اگر کوئی غلط مسلمان جو قوم و مذہب کے لیے مضر ہو وہ میدان سیاست میں آ بھی جائے تو اس کی مخالفت کرتے ہوئے کسی دوسرے کافر ومشرک کو قوم کا مسیحا ثابت کرنے کے بجائے مذہب وملت سے ہمدردی رکھنے والے کسی دوسرے مسلمان کو میدانِ مقابلہ میں اتار کر اس کی کھلی حمایت کی جائے۔

ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی حیثیت

جنگ آزادی سے لے کر اب تک باستثنائے بعض اوقات مسلسل ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کا سب سے اہم رول رہا ہے اگرچہ مسلمان میدان سیاست میں اپنی کوئی زمین نہیں بنا سکے لیکن دوسروں نے مسلمانوں کو استعمال کر کے ان کی ہی بدولت بلند و بالا سیاسی قلعے تعمیر کیے یہاں اس کی تفصیل کا مقام نہیں (مستقل کسی مضمون میں ۱۹۱۳ء کی مسجد مچھلی بازار سے کانگریس اور دیگر سیاسی جماعتوں نے جو مسلمانوں کا استعمال کرنا شروع کیا تھا وہاں سے اب تک کے تمام تاریخی معاملات کو

نقل کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے) نہ جانے کتنی سیاسی جماعتوں کی ہچکولے کھاتی ہوئی سیاسی کشتیوں کو بھنور سے نکال کر مسلمانوں نے کنارے لگایا۔صرف اتر پردیش میں ہی مایاوتی اوراور ملائم سنگھ ہندوستانی سیاست کی بلندیوں پر صرف مسلمانوں کی بدولت ہی پہنچے۔

اس وقت بھی مسلمان اگر سیاسی سوجھ بوجھ سے کام لے تو ہندوستان کی سیاست میں تمام قوموں سے مضبوط قوم ہے لیکن سیاسی لیڈروں کی بے دینی و بے وقوفی اور حرص ولالچ کی وجہ سے مسلمانوں کی سیاسی عظمت اور ان کا وقار مکمل پامال ہو چکا ہے۔ہندوستانی سیاست کے منظر نامہ پر اس وقت مسلمانوں کی کوئی بھی بڑی سیاسی جماعت نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں نے خود کی سیاسی طاقت کو مضبوط کرنے کے بجائے ہمیشہ دوسروں کی سیاسی طاقت کو معاون کی حیثیت سے مضبوط کیا ہے۔

اگر آج بھی مسلمان مذہبی قائدین کی سر پرستی میں حصہ داری وخود داری کی سیاست کرنے لگیں تو ملک کی سیاست میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔اس کی مزید تفصیلات بھی لکھی جا سکتی ہیں یہاں اتنے پر ہی اکتفا مزید کو پھر کسی موقع کے لیے چھوڑتے ہیں۔

موصوف نے یہ بھی لکھا:ایک دوسرے کو کافر کہہ کر مسلمانوں کی تعداد مزید کم نہ کریں۔

ابھی تک یہ بولی دیوبندی، وہابی، قادیانی وغیرہ بولتے تھے اب سید سراواں سے وابستہ کچھ افراد نے بھی وہی ڈگر اختیار کر لی ہے اور باقاعدہ ان میں سے کچھ تو اب دیوبندیوں کی کفریہ عبارت کو عبادت ثابت کرنے کی کوششیں بھی کرنے لگے ہیں یہاں تک کہ ایک مشہور سراوی مولوی نے ابھی کچھ ہی دن قبل دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو معاذ اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھ کر اس کو عام کیا ہے لہذا یہ بولی انہیں بدمذہب فرقوں کی طرح سے مسلمانوں کو بربادی کے دہانے تک تو پہنچا سکتی ہے لیکن اس سے مسلمانوں کا مذہبی وملی کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا ہے۔

جس شخص پر شریعت مطہرہ کی جانب سے حکمِ کفر ہو اس کو اس کے کفریہ قول وفعل کی وجہ سے اس وقت تک کافر ہی کہا جائے گا جب تک کہ وہ اس پر قائم رہے یہی شریعت مطہرہ کا حکم ہے اور یہی ایمان واسلام کا تقاضہ ہے۔ معاذ اللہ کفر کا ارتکاب کرنا جرم ہے لیکن جو شخص کفر کر کے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے تو جب تک وہ توبۂ صحیحہ نہ کر لے اس کو کافر ومرتد سمجھنا ہی ایمان واسلام ہے۔

سراواں کے ڈیجیٹل (نام نہاد) صوفی

یہ تحریر ایک اشتہار کے رد میں لکھی گئی تھی کہ جس اشتہار میں سراویوں نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب تاج کو اشتہار میں دو جگہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کیا اور امام اہل سنت مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے مبارک نام کو بغیر آداب و القاب کے ایسا لکھا کہ سراوی پیر ابومیاں کے آداب و القاب اعلیٰ حضرت سے زیادہ تھے۔ سراویوں کے مکروفریب کا پردہ فاش کرنے کے لیے اس اشتہار کا بروقت رد کیا گیا تھا۔

ان کے کچھ مشہور اوصاف اور خصلتیں ہیں پہلے ان کو ملاحظہ کریں:

● یہ ایسی جماعت ہے جو نجاست وطہارت کا مشترکہ جام پینے کی بڑی شوقین ہے، دھوکہ دہی اور مکروفریب میں یہ جماعت دیوبندیوں سے آگے نکلنے کے لیے کوشاں ہے۔

● یہ جماعت برابر اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کی عبارات وتعبیرات میں کیڑے نکالتی رہتی ہے اور ان کی توہین وتنقیص کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

● ''ابوالمکر'' مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی سے اس جماعت کے لوگوں کو نہ جانے کیسی الفت ومحبت ہے کہ اس کی کفریہ عبارت کو درست ثابت کرنے اور اس کی تحریروں میں خوبیاں تلاش کرنے میں اس جماعت کے بے ڈھنگے افراد ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

● دیوبندیوں سے کھلم کھلا میل ومحبت قائم رکھتے ہیں موقع ملنے پر

ان کوامام بنا کران کی اقتدا میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔

● جن لوگوں نے اس جماعت کو قریب سے دیکھا اور سمجھا ہے وہ بتاتے ہیں کہ سنی بھائیوں اور بہنوں کی دیوبندیوں میں شادی بیاہ کے رواج کو بھی یہ جماعت ترقی دینے کے لیے خوب کوششیں کرتی ہے۔

● سر سید کی تکفیر اس کے کفریات واضحہ کے سبب اہل سنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرقہائے باطلہ نے بھی کی لیکن یہ سراوی جماعت اس کو قوم مسلم کا معمار گردانتی ہے۔

● حکومتی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے ٹرپل طلاق بل پاس ہونے سے قبل ہی غیر مقلدین کے موقف کو ثابت کر کے اسی جماعت نے علی الاعلان حکومتی نمک حلالی کا حق ادا کیا اور غیر شرعی وحکومتی فیصلہ کے مطابق ماحول سازی کی کوشش میں مصروف رہی۔

● بابری مسجد پر مندر بننے کے فیصلہ کے بعد اسی جماعت کے افراد نے بھاجپا کے دلال بن کر بی جے پی کا حصہ بننے کا مشورہ دیا۔

● اسی جماعت کے سربراہ کفر و اسلام کی سرحد سے الگ دور کہیں محبت کی دنیا بسانے کے خواہاں ہیں شاید اس دنیا میں ذیشان مصباحی، ناصر مصباحی، نوشاد چشتی جیسے لوگ ہی ہوں گے جو اوندھے منہ میاں کے حضور سجدہ میں گر جایا کریں گے۔

● دیوبندی تسبیح کے دانوں پر ''آتے جاؤ پھنستے جاؤ'' کا ورد کرتے

تھے یعنی تسبیح کے دانوں کا استعمال محض جال کی طرح کرتے تھے تا کہ تسبیح کے دانوں کے جال میں بھولی بھالی عوام کو پھنسایا جا سکے ایسے ہی ان سراویوں نے تصوف کا استعمال دیوبندیوں کی طرح جال بنا کر بھولی بھالی سنی عوام کو پھنسانے کے لیے کیا۔ لیکن جب ان کا پردہ ہٹا اور بھیانک چہرا سامنے آیا اور سراویوں کی خباثتیں عوام اہل سنت پر بھی ظاہر ہونے لگیں تو یہ اپنی حقیقت کو چھپانے کے لیے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جانب منسوب تاج اور اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے نام اقدس کا سہارا لینے لگے۔ لیکن ان خبیثوں کی فطرت دیکھو کہ اس پوسٹر میں اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ کے نام سے پہلے اپنے گرو جاہل پیر بدبومیاں سے بھی کم آداب القابات لکھے ہیں۔

● جس کو اللہ تعالی عزت عطا فرمائے اس کی عزت وعظمت کو کوئی بدبومیاں یا ڈبومیاں کم نہیں کر سکتا ہے بلکہ اس قسم کے گھٹیا لوگ چاند پر تھوکنے والے بدعقل کی طرح ذلیل وخوار ہوتے رہتے ہیں۔

● اب اسی اشتہار کو دیکھ لیجئے عام اردو خواں بھی سمجھ سکتا ہے کہ میاں جی کے اوصاف بڑھائے تو گئے لیکن اس میں بھی لکھنے تک میں نقص ہو گیا چھوٹا سا اشتہار ہے ناموں سے زیادہ اس میں غلطیاں موجود ہیں۔

● اگر واقعی سراویوں کو حضور تاج الشریعہ اور اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ سے عقیدت ومحبت ہے تو اپنی گمراہ اور گمراہ گر

بلکہ تمام خلاف شرع حرکتوں سے سچے دل سے تائب ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنے لگیں، ورنہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اللہ تعالی غفور ہے، رحیم ہے خدائے تعالی ہدایت عطا فرمائے۔

15/ نومبر 2020ء